www.novelsclubb.com
کلے پوٹ
زیان تھیبو
NOVELS CLUB
READ WITH LAIBA
03257121842

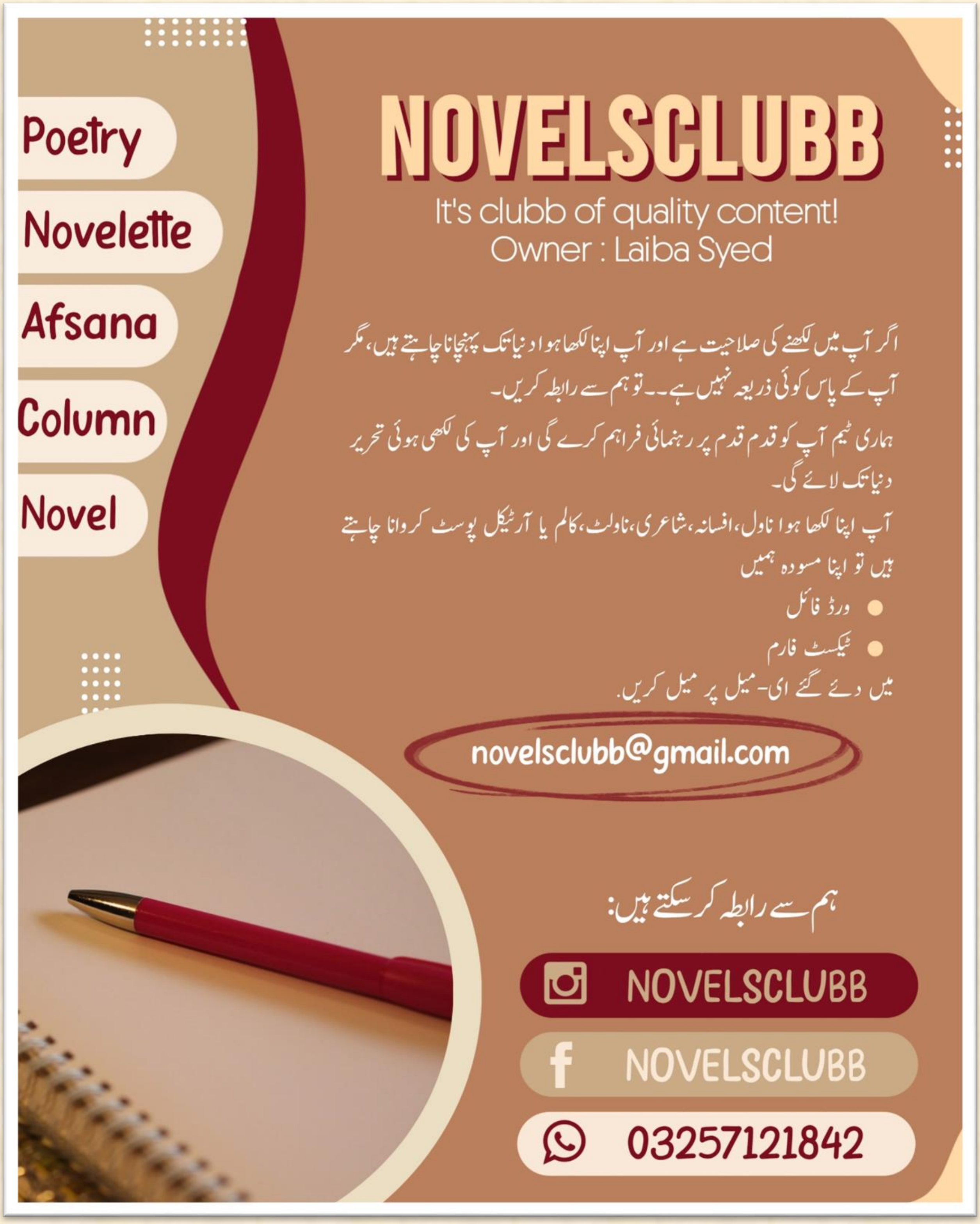
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

کلے پوٹ

از قلم

زیان تھیبو

Clubb of Quality Content

ناول "کلے پوٹ" کے تمام جملہ حق لکھاری "زیان تھیبو" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللّٰھُمَّ صَلِ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

ناولٹ:

کلے پوٹ

(Clay Pot)

از زیان تھیبو

Clubb of Quality Content!

انتساب:

زندگی کی تختی پر کندہ سب سے دلکش

لفظ ”محبت“ کے نام!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پیش لفظ

تمام تعریفیں، تمام حمد و ثنا خدائے عظیم کے نام... کہ جس کے قبضہِ قدرت میں تمام جہانوں کے تمام نظام۔۔۔ کہ جس نے مجھے بولنا، لکھنا، چلنا اور ہر چیز سکھائی۔

درود و سلام سرکارِ دو عالم حضرتِ محمدِ مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ ﷺ پر... ان کی آلؑ، اُن کے اصحابؓ، اور اُن کی ازواجِ مطہراتؓ پر۔

کلے پوٹ......

بہت الگ طرح کی تو کہانی نہیں۔ مگر پھر بھی الگ ہے۔ یہ کہانی میرے دل کے بے حد نزدیک ہے۔ میرے دماغ میں جب پہلی مرتبہ یہ کہانی آئی تو میں نے سوچا کہ یہ ایک مختصر کہانی ہو گی جو کم از کم بیس یا تیس صفات پر مشتمل ہو گی۔ مگر جب لکھنے بیٹھا جو سوچا کہ زیادہ سے زیادہ چالیس یا پچاس صفات پر آجائے گی۔ مگر کسے پتا تھا کہ یہ تو میری سوچ سے بہت آگے ہی نکل جائے گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خیر اللہ کی مرضی... میں نے اسے لکھنا شروع کیا مگر پتا نہیں کیوں کچھ صفات بعد ہی چھوڑ کر ایک دوسری کہانی لکھنے لگا... پھر کیا ہوا؟ اللہ کی مدد آئی... خیال آئے... الفاظ آئے اور میں نے اللہ کا نام لے کر قلم اُٹھایا اور بس پھر یہ کہانی اُس قلم سے اُبھرتی رہی۔ باقی یہ کہ مجھے جو کچھ کہنا تھا میں اس کہانی میں کہہ چکا ہوں... اب اور کچھ نہیں...

اللہ کا بے حد شکریہ کے اُس نے میرے ذہن میں اس کا خیال پیدا کیا۔ پھر جب لکھنے بیٹھا تو میرے قلم سے اسے جاری کیا اور پھر تمام بھی۔

اس کہانی کو پڑھ کر آپ نے کیسا محسوس کیا اور آپ کی کیا رائے قائم ہوئی مجھے ضرور بتایئے گا۔ مجھے انسٹا پر ڈی ایم یا پھر جی میل پر بھی رابطہ کر کے اپنا تبصرہ دے سکتے ہیں۔

Clubb of Quality Content

Instagram: zayan_thebo

Gmail: zayanthebo@gmail.com

دعاؤں میں یاد رکھیے گا،

آپ کا اپنا لکھاری،

زیان تھیبو!

زندگی کی تختی پر کندہ سب سے دلکش لفظ "محبت" ہے۔۔۔

ڈوبتے آفتاب نے آسمان کو اپنے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔

اوپر پرندے اپنے اپنے نشیمن کی طرف بڑھتے ہوئے سروں سے گزر رہے تھے۔اور نیچے بہتا ہوا وہ تھا،جو گواہ تھا نا جانے کتنی ہی محبتوں کا،اُس پر آتے دکھ سناتے انسانوں کا،راہ تلاش کرتے راہ گیروں کا،شبِ فراق کاٹتے،انتظار کرتے،مرجھائے ہوئے پھولوں کا،وہ ہر بات کا گواہ تھا۔اور کتنے ہی راز خود میں دفن کیے ہوئے تھا۔بہتا ہوا وہ پنجاب کی جان تھا۔

وہ دریائے چناب تھا...پیارا چناب۔

جس کے بہنے کی رفتار آج معمول سے رفتہ تھی۔مگر اُس کے کے سُر ویسے ہی تھے۔اُونچے اور روح بخش۔اُس کے سُر...اُس کے ٹھاٹھے مارنے کی آواز جو سننے والوں کی روح تک کو سکون بخشتی تھی۔

بہتے چناب اور پرندوں کے پھڑ پھڑاتے پروں کی بازگشت کے درمیان ایک چھاپ سی سنائی دی۔ جو قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔ قریب...اور قریب...یوں کہ اب چناب نے اپنی سطح پر ایک چہرہ دیکھا۔ آج اتنے دنوں بعد وہ آئی تھی اپنے چناب کے پاس۔ وہ بھوری آنکھوں والی، گوری رنگت والی، جس نے اپنا گرویدہ بنایا ہوا تھا پورے گاؤں کو۔

وہ لیلیٰ تھی...پیاری لیلیٰ۔

لیلیٰ نے چناب میں اپنا عکس دیکھا۔ لیلیٰ کو دیکھ کر چناب کے سُر مزید اونچے ہونے لگے تھے۔ لیلیٰ اُس کے اور وہ لیلیٰ کے سُر کا دیوانا تھا۔

"دیکھا وہ آج بھی نہیں آیا۔" لیلیٰ نے مدھم آواز میں کہا۔ اُس کے لہجے میں بلا کی افسردگی تھی۔

لیلیٰ نے چہرہ اُٹھا لیا اور پاس ہی زمین پر بیٹھ گئی۔ وہ آج کچھ بوجھل بوجھل لگ رہی تھی۔ چناب کے اونچے سُر یکدم ہی نیچے ہوئے۔ چناب نے اُس کے چہرے پر بکھری اُداسی بھانپ لی تھی۔

”تم بتاؤ شہر والے ایسے کیوں ہوتے ہیں تمھیں تو پتا ہوگا نا، تم تو اُن کے یہاں بھی اپنے سُر بکھیرتے ہو۔“

چناب کے پاس اُس کے استفسار کا کوئی جواب نا تھا۔ چناب کے سُر جواب تلک روح بخش رہے تھے اب بے چینی دے رہے تھے۔

”تم گواہ رہنا میں نے طویل انتظار کیا ہے اور اب بھی کر رہی ہوں...“ اب کہ ایک آنسو نکلا اور تھوڑی تک آیا۔

چناب اُس کی آہ پر کچھ نا کر سکا۔ وہ آج ایک اور بات کا گواہ بنا تھا۔

پار چناں دے دِسے کُلی یار دی

گھڑیا گھڑیا، آوے گھڑیا

(وہ وہیں چناب پار میرے یار کی جھونپڑی ہے)

(چلو مٹی کے گھڑے چلو چلتے ہیں)

لیلیٰ کھڑی ہوئی اور بوجھل قدم لیے وہاں سے چل دی۔آج وہ اُداس تھی تو سب کو اُداس کر گئی تھی۔کچھ لوگ ہوتے ہیں جن سے قدرت پیار کرتی ہیں اگر وہ اُداس ہو جائے تو قدرت بھی اُداس ہو جاتی ہیں۔اور اُنہی لوگوں میں اُداسی کا تاج پہنے ایک لیلیٰ بھی تھی۔اور اس اُداسی کی وجہ چناب خوب جنتا تھا۔آخر وہ گواہ تھا ہر بات کا۔

لیلیٰ چل دی تو چناب بھی خاموش ہو گیا،لیلیٰ نے اُسے بھی اُداسی کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔

محبت کی تختی پر کندہ ایک لفظ "انتظار" بھی ہے۔۔۔

......♡♡♡......

"علی میاں... کہاں دھیان ہے آج کل تمہارا؟" ابو اُس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولے۔

"کیوں ابو کیا ہوا؟"

"کیا ہوا... لو یہ حساب خود دیکھو" ابو نے ایک فائل اُس کے آگے کیا۔

علی کے لب آوہ میں سکڑے۔اپنی غلطی اخذ کرنے میں اُسے چند ہی پل لگے تھے۔

"سوری ابو میرا دھیان نہیں ہو گا... میں اسے فوراً درست کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔" اُس نے معذرت خواناانداز میں کہا۔ وہ قلم نکالنے لگا۔

"یہ دسویں غلطی ہے اس مہینے کی علی۔" ابو کے پاس سارا حساب تھا۔

"اگر کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ مجھے۔"

قلم کھولتے علی کے ہاتھ رکے۔

"نہیں ابو کوئی مسئلہ نہیں، میں آئندہ خیال رکھوں گا۔" مبہم سی مسکراہٹ سجائے ابو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ابو اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے باہر نکل گئے۔ اُن کے کمرے سے نکلتے ہی علی نے بیزاری سے فائل بند کیے میز کے کونے میں دھکیل دی۔ یکدم ہی کمرے میں بے چینی بڑھنے لگی تھی۔

علی نے ایک بے چین سانس ہوا میں تحلیل کرتے ہوئے کرسی سے ٹیک لگائی۔ آنکھیں بند کیں تو چادر کے ہالے سے جھانکتیں آنکھیں علی کے ذہن کے پردے پر نقش ہوئیں۔

وہ بھوری سی، شرمیلی سی، پیاری پیاری، بلا کی حسین، جن پر وجود اپنا قمر بھی ہارے، جن کو دیکھے کوئی تو ساری دنیا اُن پہ وارے، وہ آنکھیں جن کے تھے علی نے کبھی صدقے اُتارے، جو چھپکے سے علی کے دل کا چین چرائے، اُسے اپنے گرد گھومائے، رقص کرائے، جس پر ہر بار علی اپنا دل یوں ہی ہارے...

وہ آنکھیں، بلا کی حسین وہ آنکھیں...

علی اُن آنکھوں کی رنگینیاں دیکھ کر مبہم سا مسکرایا۔ علی نے آنکھیں کھولیں تو وہ نم تھیں۔

وہ دو حسین آنکھیں، ان دو حسین آنکھوں کو نم کر گئی تھیں۔

علی کرسی سے کھڑا ہوا۔ اور سامنے بنی کھڑکی تک آیا۔ چاند کی مدھم روشنی آنکھوں میں چمکی، تو کچھ یادیں ذہن میں اُمڈ اُمڈ کر آنے لگیں، آج پھر سے......

آج سے چھ ماہ قبل کی کچھ یادیں... جنہوں نے علی کا چین اپنی مُٹھی میں لیا ہوا تھا... آج تلک...

......♡♡♡......

آسمان کی نیلگی پھیلنے لگی تھی۔نیلے آسمان کے زیرِسایہ دریائے چناب کا پانی اور نیلا لگ رہا تھا۔نیم ٹھنڈی ہوایں ڈور رہی تھیں۔اور اُن ہواؤں کے جواب میں پرندے چہک چہک کر، لہک لہک کر اپنے گیت سنا رہے تھے۔چناب بھی اپنے ساز آزماتا ہوا رگ آلاپ رہا تھا۔

وہ ان سب کے درمیان وہ تھی، وہ وہی...جو چناب کنارے مٹی کا ایک گھڑا لیے اُس پر نقش و نگاری کر رہی تھی۔

وہ لیلیٰ تھی...بھوری آنکھوں والی، گھوری رنگت والی، پیاری لیلیٰ۔

جس کو ہر طرح کے چھوٹے بڑے، آڑے تیڑے، لمبے ٹلے، ہر نپ اور ہر آکار کے مٹی کے گھڑے تیار کرنے اور پھر اُن پر رنگ بکھیرنے اور نقش و نگاری کرنے پر بھی مہارت حاصل تھی۔اُس کے گھڑے ہمیشہ پکے نکلتے تھے، اب یہ کمال اُس کی مٹی کا ہوتا یا ہاتھوں کا کسے پتا... مگر گاؤں والے تو یہی بولتے یہ کمال اُس کے ہاتھوں میں ہیں۔

خدا کا تحفہ...اُس کا ہنر...

جس کا فائدہ گاؤں والے تو اُٹھا رہی رہے تھے۔ساتھ ساتھ وہ خود بھی اُن کو بیچ کر اچھا خصا منافع کما لیتی تھی۔وہ اور اُس کے آبا خالید حسین گاؤں کے معزز لوگوں میں سے ایک تھے۔

جو مالدار تو نا تھے، نا ہی ان کی کوئی زمینیں تھیں۔ بلکہ اُن کی عزت تھی جو اُنہوں نے اتنے برس لگا کر کمائی تھی۔ اور وہ اُن کو کافی تھی۔

غریبوں کا لباس... اُن کی چادر... اُن کا کل اثاثہ... "عزت"

لیلیٰ کی ماں کا انتقال تب ہوا تھا، جب لیلیٰ ماں بولنا سیکھی ہی تھی۔ بچپن سے اپنے باپ کو ماں جیسا پیار لٹاتے دیکھا تھا اُس نے۔ اپنی بیوی کے انتقال کے بعد خالد صاحب نے لیلیٰ کو ماں اور باپ دونوں روپ میں پلا تھا۔ وہ کوئی چیز کی خواہش ظاہر کرتی اور وہ کسی جن کی طرح اُس کی خواہش پوری کر دیتے۔ وہ اپنی جان لُٹاتے تھے لیلیٰ پر، اور لیلیٰ بھی اُن سے اتنا ہی پیار کرتی تھی۔ وہ کبھی اپنے باپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ہوش سنبھالتے ہی اُس نے گھر کے حالات دیکھے تو بے جا خواہشات کرنا ترک کر دی۔

خالد صاحب کمہار تھے۔ اُن کے پاس ایک چاک تھا (مٹی کے برتن بنانے والا باٹ) اور وہی اُن کا ایک واحد ذریعہِ ماش تھا۔ بچپن میں جب آبا مٹی کا گھڑا بناتے تو لیلیٰ اُن کے پاس جا کر بیٹھ جاتی۔ اور پوری توجہ سے اُن کو ہاتھوں کی حرکت کو دماغ میں چھاپ لیتی۔

ایک دن اُس نے مٹی چاک پر رکھی اُس پر پانی کا چھڑکاؤ کرتی، چاک گھوماتے گھوماتے مٹی کو آکار دینے لگی۔اور پھر کیا کچھ ہی پلوں میں تیار تھا لیلٰی کی زندگی کا پہلا گھڑا۔جو اُس نے سب سے پہلے آبا کو دیکھایا تو آبا تو جیسے خوشی سے پھولے نا سمائے۔آخر وہ ایک کمہار کی بیٹی تھی۔اُس کے خون میں تھا مٹی اور چاک کا رشتہ۔

جب وہ تھوڑی اور بڑی ہوئی تو اُس کی رنگوں سے بھی دوستی ہونے لگی۔آبا نے اُس کا یہ شوق دیکھ کر ایک مرتبہ اُسے شہر سے رنگ اور ایک برش خرید دیا۔پھر کیا تھا وہ اُٹھتے، بیٹھتے... گھر کے اندر، گھر کے باہر ہر جگہ رنگ بھرنے لگی۔اور یوں ہی رنگ بھرتے بھرتے اُس کے ہاتھ لگا ایک گھڑا اور پھر کیا تھا لیلٰی نے اُس پر بھی اپنی کلاکاری کے جوہر بکھیرتے ہوئے اُس گھڑے پر چند نقش بنائے۔

اور پھر یہاں سے شروع ہوئی لیلٰی اور گھڑوں کی کہانی... رنگوں کی زبانی...

اُس کے تیار کردہ گھڑوں میں ہر ایک گاؤں والوں کی جان بستی تھیں۔کیوں کہ وہ ہوتے ہی اتنے دلکش تھے کہ دیکھنے والا کچھ پل کے لیے اُن پیاری نقش و نگاری میں محو ہو جاتا تھا۔

Clubb of Quality Content

لیلیٰ کو سُروں پر بھی مہارت حاصل تھی،اُس کے اونچے سُر البتہ آسمان کو تو نہیں چھوتے تھے مگر اُس سے نیچے بھی نہیں ہوتے تھے۔وہ اسوقت بھی اپنے سُروں کے جوہر بکھیر رہی تھی۔

پار چناں دے دسے کُلی یار دی

گھڑیا گھڑیا،آوے گھڑیا

لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے چہرہ اُٹھا کر دیکھا۔اُس کا مداح اُس کے سامنے تھا...لیلیٰ کا چناب... پیارا چناب۔یہ اُس کی پسندیدہ جگہ تھی۔اور آج موسم بھی اُس کی پسند کا تھا۔

رات ہنیری ندی ٹھاٹھاں ماردی

اڑیئے اڑیئے ہاں نی اڑیئے

(رات تاریک ہے،اور دریا کی لہریں اونچی ہیں)

(سنو لڑکی،اب سن بھی لو لڑکی)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دور تک اُس کے سُر گونج رہے تھے۔اور یہ کوئی نئی بات بھی نہیں تھی، یہ اُس کے معمول کا کام تھا۔لیلیٰ زور آتی تھی اپنے چناب کے پاس۔گھڑوں پر نقش بناتی وہ کبھی اُسے اپنے،اور کبھی اُس کے سُر سنتی جاتی...

وہ آج بھی یہاں موجود تھی ایک گھڑے کے ساتھ۔لیلیٰ پاؤں کے بیچ مٹی کا گھڑا پھنسائے ایک آنکھ موندے نہایت احتیات سے نقش بنا رہی تھی۔جب اُس نے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس کیں، مگر یوں ہی نقش بنانے میں محو رہی۔آہٹ آواز میں تبدیل ہوئی اور پھر اُس نے کسی کے وجود کو اپنے پاس کھڑے محسوس کیا۔

"سنے..."ایک مردانا آواز لیلیٰ کی سماعت میں داخل ہوئی۔

"صبر کریں۔"اُس نے بغیر دیکھے اُسی انداز میں کہا۔

کچھ دیر وہ یوں ہی نقش بناتی رہی۔پھر جب فارغ ہوئی تو گھڑے کو ایک طرف رکھتے ہوئے بولی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"جی بولے۔" لیلیٰ نے چہرے اُٹھایا۔ تو وہ جو دوسری سمت چہرہ کیے کھڑا تھا۔ لیلیٰ کی آواز پر اُس کی سمت پلٹا۔ چند لمحے وہ یوں ہی زمین پر بیٹھی لیلیٰ کو دیکھتا رہا۔ جس نے اپنے وجود کو چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔ مگر چادر کے حالے سے دو نین واضح تھے۔

آغازِ محبت کا باب...

دو نگاہیں... دو نین... دو آنکھیں...

اور محبت کا خمار چڑنے لگے... بس...

اُس کا دل یکدم ہی دھڑکا تھا۔ اُس نے آج سے پہلے اتنی حسین آنکھیں نہیں دیکھی تھی۔ وہ... جو تھا کالی آنکھوں والا، گندومی رنگت والا، سیاہ بالوں والا، دلکش نقوش کا مالک، لاہور کا شہزادہ...

وہ علی تھا... پیارا علی۔

"کیا ہوا؟" لیلیٰ اُس کے سامنے ہاتھ لہراتے ہوئے بولی تو اُسے ہوش آیا۔

"جی وہ... میں... یہ..." علی بوکھلاتے ہوئے کچھ بولنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر ناکام رہا۔

"کیا آپ اسی طرح میرا وقت ضائع کریں گے؟" لیلیٰ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"جی وہ آپ مٹی کے گھڑے بناتی ہیں نا؟" علی نے بامشکل اُس کے نین کے خمار سے نکلا... پھر سنبھلا... اور بولا۔

البتہ اُس کا دل اب بھی معمول کی حالت و کیفیت سے باہر تھا۔ اندر بھی کیسے ہوتا؟ اُن آنکھوں کی بستی میں داخل جو ہو گیا تھا۔

"جی ہاں میں بناتی ہوں۔"

"مجھے بھی ایک گھڑا چاہیئے تھا۔"

"یہ کوئی بازار تو نہیں... یہاں بھلا گھڑا کون دے گا آپ کو؟" لیلیٰ نے اُس کے رُخ کی طرف سوالیہ نظریں اُٹھائی۔ جس کے بال ماتھے پر جھول رہے تھے، اور شانے پر ایک بستہ تھا۔

"جی میں بازار ہی گیا تھا، مگر وہاں کسی نے بتایا کہ آج آپ کی دکان بند ہے اور آپ یہاں ملیں گیں۔" علی اُس کے چہرے پر نظر نہیں کر پا رہا تھا۔

"جی اتوار والے دن ہماری دکان بند ہوتی ہے، آپ کل آجایئے گا۔" کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اُٹھ چکی تھی۔

''مگر لیلٰی جی مجھے آج ہی مٹی کا گھڑا چاہیئے۔'' وہ التجانہ لہجے میں بولا۔

''اب یہ تو آپ کا مسئلہ ہے آپ دیکھے آگے بھی آپ کو گھڑے والے مل جائیں گے۔'' اُس نے التجا رد کر دتے ہوئے شانے اُچکائے۔

لیلٰی نے پاس رکھا گھڑا اُٹھایا۔

''جی مگر اُن پر اس طرح کی نقش و نگاری تو نہیں ہوتی نا...'' علی نے اُس کے گھڑے کی طرف اشارہ کیا۔

''تو آپ بتائیے میں کیا کروں؟ میرے آبا اس وقت گاؤں میں نہیں ہے۔ دکان صرف وہی کھول سکتے ہیں۔'' لیلٰی نے ہاتھ کھڑے کر دیے تھے۔

لیلٰی اب کہ چلنے لگی تھی۔

''لیلٰی جی ایسے انکار مت کریں میں چناب پار جو گاؤں ہے وہاں سے آیا ہوں۔'' علی بھی اُس کے ساتھ چلنے لگا تھا۔

''تو کیا چناب پار گاؤں میں کوئی گھڑے والا نہیں؟'' اُس نے سوال کیا۔

Clubb of Quality Content

”نہیں ہیں مگر آپ کی جیسی نقش و نگاری تو دور دور تک کوئی نہیں کر سکتا نا۔“

”تو اب آپ مکھن لگا رہے ہیں؟“

”نہیں لیلٰی جی حقیقت بتا رہا ہوں۔“

”لیکن میں اب بھی کچھ نہیں کر سکتی...“ اُس کا جواب وہی تھا۔

”مجھے ایک ہی گھڑا چاہیئے...وہ کیا ہے آج میری بہن کی شادی ہے اور اُس نے خواہش کی ہے کہ اُسے آپ کی نقش و نگاری والا گھڑا چاہیئے۔ میرے چچا کل آئے تھے مگر کل بھی آپ کی دکان بند تھی۔“

”جی کل ہم گاؤں میں نہیں تھے۔“

”دیکھے مجھے خوشی ہے کہ آپ کی بہن کی شادی ہے مگر...آپ یقین کریں میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔“

وہ چلتے دونوں چلتے ہوئے سڑک تک آپہنچے تھے۔

علی ہار مانتے ہوئے ٹھہر چکا تھا۔ وہ چلتے ہوئے آگے نکل گئی تھی۔ اور علی یوں ہی کچھ پل اُسے جاتے دیکھتا رہا۔ پھر اُداس چہرہ لیے پلٹ گیا۔

لیلیٰ کچھ سوچتے ہوئے رکی۔

"سنے..." قریب قریب چیخی۔

دور جاتا علی اس کی آواز پر پلٹا۔ لیلیٰ نے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ علی کا دل ایک اور بار اپنی رفتار سے تیز دھڑکا۔ وہ چلتے ہوئے لیلیٰ کے قریب آیا۔

"جی۔"

"آپ یہ لے جائے۔" لیلیٰ نے اُس کی طرف اپنے ہاتھ میں پکڑا گھڑا بڑھا دیا۔

"یہ...؟" علی نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

"جی یہ بھی میں نے ہی بنایا ہے اور نقش بھی میں نے ہی..." لیلیٰ بتا رہی تھی کہ علی نے اُس کی بات کاٹی۔

ناولز کلب
Clubs of Quality Content

”نہیں نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا مگر یہ تو آپ کو کہی اور دینا ہو گا نا... یہ میں کیسے لے لوں۔“

”جی دینا تو کہی اور ہی تھا مگر میں دوسرا بنا لوں گی... فلحال آپ کی بہن کی خوشی زیادہ اہم ہیں۔“ وہ بہم سا مسکرائی۔ لیلیٰ اب اتنی بھی بے رحم نہیں تھی۔

علی نے مسکراتے ہوئے اُس کے ہاتھ سے گھڑا تھاما۔

”آپ کا بہت شکریہ لیلیٰ جی“ خوش دلی سے کہا۔

”اس کے کتنے پیسے ہوئے؟“

”کچھ بھی نہیں۔“ لیلیٰ ایسے ہی مسکرائی۔

چادر کے ہالے سے وہ اُس کی مسکراہٹ دیکھ سکتا تھا۔ علی کا دل کیا کہ وہ یوں ہی مسکراتی رہے۔

”کچھ نہیں مگر کیوں؟“ علی کو حیرت ہوئی۔

”آپ کی بہن کی شادی ہے نا، تو یہ میری طرف سے اُسے دے دیجیئے گا۔“

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

”مگر میں آپ سے ایسے نہیں لے سکتا۔“

”جس کی شادی ہوتی ہے نا، میں اُس سے پیسے نہیں لیتی۔“

”مگر...“ علی نے کچھ کہنا چاہا تو وہ اُسے روکتے ہوئے بولی۔

”اگر مگر کچھ نہیں یہ میرا اُصول ہے... اگر آپ کو نہیں ماننا تو لایئے یہ گھڑا واپس کر دے۔“ لیلیٰ نے گھڑے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اچھا اچھا مان گیا۔“ علی نے اُس کی بات پر مسکراتے ہوئے اُس کے اُصول پر سر تسلیمِ خم کیا۔

”آپ بہت اچھی ہے لیلیٰ جی۔“ چہرہ اُٹھا کر کہا۔

اُس کی تعریف پر لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے چہرہ جھٹکا۔

”آپ کا شکریہ۔“ اُس کی طرف چہرہ اُٹھا کر دیکھا۔

”علی... علی صیام...“

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

''کوئی بات نہیں علی صاحب...اچھا اب مجھے جانا ہو گا خدا حافظ۔''لیلیٰ کہتے ہوئے فوراً ہی پلٹ گئی۔

''خدا حافظ۔''علی نے کہا۔اور پھر یوں ہی اُسے جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔

اور پھر وہ بھی اپنے راستے نکل گیا۔

البتہ دھڑکن اب بھی تیز تھی۔اُس نے آنکھیں بند کیے ایک سانس اندر اُتاری۔

......♡♡♡......

''السلام و علیکم!''

چناب کنارے بیٹھی لیلیٰ نے آواز پر چہرہ اُٹھا کر دیکھا۔اور پھر مسکرا کر سلام کا جواب دیا۔

''ہو گئی آپ کی بہن کی شادی؟''وہ گھڑے پر نقش بنا رہی تھی۔

''جی۔''اُس نے مختصراً کہا۔

کچھ دیر یوں خاموشی پر لیلیٰ نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

''آج میں یہ گھڑا آپ کو نہیں دینے والی۔''اُس نے شرارت سے کہا تو علی بھی مسکرا دیا۔

”نہیں میں تو بس آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا میری بہن کو گھڑا بہت اچھا لگا... تھینک یو سو مچ لیلیٰ جی۔“ علی نے آخری فقرہ انگریزی میں ادا کیا۔

لیلیٰ نے اُس کے جملے پر اُسے حیرت سے دیکھا۔

”آپ کو انگریزی آتی ہیں...؟“ سوالیہ حیرت سے پوچھا۔

علی کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔

”جی مجھے آتی ہے۔“

”آپ پڑھے لکھے ہیں؟“ لیلیٰ اب تک اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

”جی ہاں میں پڑھا لکھا ہوں۔“ علی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ایسے حیران کیوں ہے۔

”مگر یہاں تو دور دور تک کوئی سکول یا کالج نہیں ہیں تو آپ نے کہاں پڑھا؟“ علی اُس کی حیرت کی وجہ جان گیا۔

”میں لاہور سے آیا ہوں لیلیٰ جی یہاں میرے چچا رہتے ہیں اور اُنہی کی بیٹی کی شادی تھی۔“

”او...آپ خوش نصیب ہے۔“ لیلیٰ کی آواز میں حسرت تھی۔

"کیسے...؟" علی نے نا سمجھی سے کہا۔

"کیوں کہ آپ پڑھ لکھے ہیں ہمیں دیکھے ہم لوگ چاہ کر بھی نہیں پڑھ سکتے۔" لیلیٰ دکھ سے بولی۔

"مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا میرے آبا بھی چاہتے تھے کہ میں پڑھوں اُن کی سوچ اور لوگوں سے الگ ہیں، مگر ہمارے گاؤں میں کوئی سکول نہیں تھا اور اب تک نہیں ہے۔"

علی کو اُس کے لیے بُرا محسوس ہو رہا تھا۔

"مجھے تو اپنا نام تک لکھنا نہیں آتا۔" اب کہ وہ اپنے چہرہ چناب کی طرف کیے بولی۔ اُس کے لہجے سے دکھ صاف چھلک رہا تھا۔

"تو اس میں کونسی بڑی بات ہے میں سکھا دیتا ہوں آپ کو آپ کا نام لکھنا۔"

لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے چہرہ اُٹھے علی کو دیکھا...جو اپنے بیگ سے کچھ نکال رہا تھا۔

"کیا سچ میں؟" لیلیٰ بے یقینی سے بولی۔

"جی بلکل۔" علی نے ایک کاغذ اور قلم نکلتے ہوئے کہا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

"جی..."

علی کچھ دوری پر بیٹھ گیا اور اپنا بیگ رکھ کر اُس پر کاغذ رکھے اُس پر چہرہ جھکائے کچھ لکھنے لگا۔

"یہ دیکھے...ل،ی،ل،ی،اور پھر کھڑا زبر، لیلیٰ...آسان تھا نا؟۔"اُس نے نظریں اُٹھا کر لیلیٰ کو دیکھا جو کاغذ پر بنے حرفوں کو حفظ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

علی کچھ پل اُسے یوں ہی دیکھتا رہا۔ پھر سر جھٹک کر بولا۔

"لیں اب آپ لکھ کر دیکھائیں۔" علی نے قلم اُس کی طرف بڑھا دیا۔ پھر کاغذ کو اُلٹا کر دیا۔

لیلیٰ نے قلم تھاما اور پھر اپنی اپنے ہاتھ کاغذ پر تکائے لکھنے لگی۔

"ل،ی،ل،ی،اور پھر کھڑا زبر، لیلیٰ۔" وہ کاغذ پر قلم گھستے ہوئے بول رہی تھی۔

"ہو گیا۔"اُس نے مسکراتا چہرہ اُٹھا کر علی کو دیکھا۔

"لیلیٰ جی... کیا آپ نے واقعی پہلے کبھی اپنا نام نہیں لکھا تھا؟"

علی حیرت سے کاغذ کو دیکھا رہا تھا۔

”نہیں... مگر کیوں؟“

”کیوں کہ آپ کی لکھائی بہت خوبصورت ہیں...“ علی نے مسکرا کر اُسے دیکھا البتہ لیلیٰ اُسے سنجدگی سے دیکھ رہی تھی۔

”آپ میرا مذاق اُڑا رہے ہیں؟“ لیلیٰ نے منا بنا کر کہا۔

علی اُس کی معصومیات پر کھلکھلا کر ہنسا۔

”نہیں لیلیٰ جی یہ واقعی میں پیاری ہے۔ اسے دیکھ کر ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے پہلی بار کچھ لکھا ہیں۔“

کچھ دیر وہ دونوں یوں ہی خاموش رہے۔ درمیان میں صرف چناب کی آواز تھی جو کانوں کو سکون بخش رہا تھا۔

لیلیٰ پھر سے نقش بنانے میں مصروف ہو گئی، چند پل علی کچھ یوں ہی سوچتا رہا۔

”لیلیٰ جی آپ ایک کام کیوں نہیں کرتی...؟“

”کیا؟“

”آپ اپنے گھاڑوں پر نام لکھ کر کیوں نہیں بیچتی...لوگ آپ سے اپنے نام کے گھاڑے بہت شوق سے خریدے گے۔“علی خصا پُر جوش نظر آرہا تھا۔

”مگر مجھے لکھنا نہیں آتا۔“

”مگر میں تو آپ کو سیکھا سکتا ہوں نا؟“

”مگر اُس کے لیے آپ کو روز اتنا سفر کر کے یہاں آنا پڑے گا...آپ کو اتنی تکلیف ہو گی۔“

”نہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو گی الٹا مجھے خوشی محسوس ہو گی...بس بتائے کہ آپ کو کوئی مسئلہ تو نہیں نا؟“

”نہیں مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں مگر...آپ...“اُس نے کچھ کہنا چاہا۔

”بس تو ٹھیک ہم کل اسی جگہ اسی وقت ملیں گے...ٹھیک ہیں؟“علی ہار نہیں ماننے والا تھا۔

لیلیٰ دل سے مسکرائی۔

”جی ٹھیک ہیں۔“لیلیٰ ہار مانتے ہوئے بولی۔

Clubb of Quality Content

لیلیٰ کے کہتے یہ علی خدا حافظ کہتا اُٹھ گیا اور کل ملنے کا وعدہ کر کے اپنے رستے نکل لیا۔ لیلیٰ اُس سے یوں ہی جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ پھر اُس کی پشت غائب ہوئی تو دوبارہ اپنا رُخ چناب کی طرف کر لیا۔ وہ آج بہت خوش تھی۔ اور اُسے یہ خوشی کیسے ظاہر کرنی تھی؟

اپنے سُر بکھیر کر...

......♡♡♡......

آج بھی وہ دونوں چناب کنارے ایک دوسرے کے آمنے سامنے موجود تھے۔ وہ ایک طرف لیلیٰ تھی، اور اُس کے سامنے بیٹھا علی۔ علی کو یوں روزانہ اُس کے پاس آتے ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ ان دنوں علی نے لیلیٰ کو کہیں الفاظ، حرف اور نام لکھنے سیکھا دیے تھے۔ اور لیلیٰ نے بھی کافی مشق کے بعد اُنہیں سیکھ ہی لیا تھا۔ انہی دنوں لیلیٰ علی کو اپنے آبا سے ملوانے لے گئی تھی۔ پہلے تو علی کافی گھبرایا ہوا تھا۔ کیوں کہ اُسے لگا تھا کہ لیلیٰ کے آبا اُسے علی سے یوں ملنے اور سیکھنے پر پابندی لگا دے گے۔ مگر لیلیٰ کے بے حد اسرار پر وہ اُن سے ملنے چل ہی پڑا تھا۔

اور اُس کے آبا علی کی سوچ کے عین منوفی نکلے تھے۔لیلیٰ نے جیسا اُسے بتایا تھا وہ ہو بہ ہو ویسی ہی عادت کے مالک تھے۔اُنہیں لیلیٰ کے یوں اس طرح علی سے سیکھنے پر کوئی مسئلہ نہیں تھا بلکہ وہ تو اس بات پر لیلیٰ سے بھی زیادہ خوش تھے۔

وہ علی سے اُس کا شکریہ ادا کرنے لگے...اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتانے لگے کہ اُن کی کتنی خواہش تھی کہ لیلیٰ پڑھ لکھ کر بڑی آفسر بنے مگر دور دور تک اسکول اور کالج نا ہونے کی بنا پر اُن کی خواہش ادھوی ہی رہ گئی۔مگر علی کہیں نا کہیں اُن کی اس خواہش کو پورا تو نہیں مگر تھوڑا ہی صحیح پورا کرنے کا ذریعہ تو بنا ہے۔

علی ان سے ملاقات کر کے قدرے شاد تھا۔پھر یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا... علی روزنہ چناب کنارے آتا...اور لیلیٰ کو نئے الفاظ اور نام لکھنا سیکھتا۔اور لیلیٰ ان کی خوب مشق کرتی اور پھر اپنے مٹی کے گھڑوں پر یہ نام لکھ کر بیچتی۔اور یہ چیز گاؤں والوں کے نئ تھی اور منفرد بھی۔حلانکہ وہاں ایکا دوکا کو چھوڑ کر کوئی پڑھنا نہیں جانتا تھا۔مگر اُس کے باوجود بھی وہ سب اپنا نام کا گھڑا لیلیٰ کے ہاتھوں سے بنوانا چاہتے تھے۔

اور پھر یہ بات صرف لیلیٰ کے گاؤں تک ہی نہیں رہی بلکہ آگے پیچھے کے گاؤوں تک بھی جا پہنچی۔اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آس پاس کے گاؤں والے بھی لیلیٰ سے اپنے نام کے گھڑے لینے آتے۔

"آپ کے بتائے گئے طریقے سے آمدنی بڑھتی ہی جا رہی ہے۔"لیلیٰ علی کو پُرجوش انداز میں بتا رہی تھی۔

"کیا واقعی؟"

"جی ہاں اور آبا بھی آپ کا بہت شکریہ ادا کر رہے تھے۔"وہ سر جھکائے کچھ لکھتی اُسے بتا رہی تھی۔

علی اُس کی خوشی میں خوش تھا۔

"چلے یہ تو بہت اچھا ہوا۔"

"ہاں واقعی۔"

علی سامنے بہتے چناب کو دیکھ رہا تھا۔جب اُس کی نظر لیلیٰ پر پڑی۔

"کیا ہوا لیلیٰ جی آپ کیا سوچ رہی ہیں؟" علی نے لیلیٰ کو کسی سوچ میں ڈوبا دیکھا۔

لیلیٰ اُس کے سوال پر سوچوں کے جال سے نکلی۔

"ایک بار نا ایک انگیز ہمارے گاؤں آیا تھا۔" لیلیٰ قدرے توقف سے علی کو کچھ بتانے لگی۔

علی نے ساری توجہ لیلیٰ پر سمیت دی۔

"تو وہ ہماری دکان پر بھی آیا تھا، مگر پتا نہیں وہ بار بار گھڑے کو کیا کہہ رہا تھا...؟" لیلیٰ ذہن پر زور دینے لگی۔

"کلے پوٹ(clay pot)...کلے پوٹ کہہ رہا ہوگا۔" علی نے اُس کے لیے آسانی کی۔

"ہاں کل...کلے پو...پوٹ ہی کہہ رہا تھا۔" لیلیٰ بامشکل کلے پوٹ اپنے لبوں سے ادا کر پائی۔

اور اس معصومیات پر علی مدھم سا مسکرایا۔

"تو کیا گھڑے کو انگریزی میں یہ کہتے ہے؟" سوالیہ نظروں سے علی کی سمت دیکھا۔ اُس نے اب کی بار کلے پوٹ بولنے سے گریز کیا تھا۔

علی خفیف سا مسکرایا۔

”جی ہاں مٹی کے گھڑے کو انگریزی میں کلے پوٹ ہی کہتے ہے... کلے یعنی گیلی مٹی اور پوٹ یعنی گھڑا...“

”کلے پوٹ...“ لیلیٰ بڑبڑاتی دوبارہ سے سر جھکائے کچھ لکھنے لگی۔

”اب آپ کہا کھو گئے؟“ چند لمحے بعد اُس نے علی کو کسی سوچ میں کھویا پایا تو سوال کیا۔

”ہمم... نہیں کچھ خاص نہیں۔“ علی سوچوں کے جنگلوں سے نکلا۔

”لایئے دیکھایئے...“ ہاتھ بڑھ کر کتاب لینا چاہی، لیلیٰ لکھ چکی تھی اور اب علی اُس میں سے اُس کی غلطیاں نکلتا۔

”بس کلے پوٹ سے اچانک ہی کچھ یاد آگیا تھا۔“ وہ کتاب آگے کرتے ہوئے بولا۔

”اچھا وہ کیا؟“ اُس نے بھی دلچسپی لی۔

”آپ نے...“ چہرہ کتاب سے اُٹھایا۔

”آپ نے وہ کہانی سنی ہیں؟“ یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

”کونسی...؟“

”وہ جو چناب کنارے ملتے تھے۔“

”سوہنی اور ماہیوال کی کہانی...“

”ہاں وہی... میں نے اُن کی کہانی پڑھی تھی... کافی اچھی تھی۔ خاص کر وہ جو مکالمہ جو سوہنی گھڑے سے کرتی تھی۔“

علی کتاب کی طرف نگاہیں کر چکا تھا۔

”یہ دیکھیے لیلیٰ جی دوبارہ سے یہی غلطی۔“ کہتے کہتے وہ روکا۔

”کیا ہوا لیلیٰ جی؟“ لیلیٰ کو یوں گُھم صُم دیکھا تو علی نے کہا۔

”سب کو سوہنی اور ماہیوال کی کہانی بہت اچھی لگتی ہے... مگر مجھے کبھی اچھی نہیں لگی۔“

لیلیٰ کا چہرہ چناب کی طرف تھا۔

”اور ایسا کیوں؟“

”آپ بتائیے... آپ نے تو کہانی پڑھی ہے نا بتائیے کہ اُس میں کیا کیا ہوا تھا۔“ نظریں علی کے چہرے پر مرکوز کیں۔

”سوہنی اور ماہیوال پیار کرتے تھے ایک دوسرے سے...“

”پھر؟“

”مگر سوہنی کی شادی کہیں اور ہو گئی...“

”پھر؟“

”ماہیوال دن رات چناب کنارے بیٹھا رہتا تھا...“

”اور پھر...؟“

”سوہنی رات میں گھڑے کے سہارے چناب پار کر کے سب سے چھپتی ماہیوال سے ملنے...“ الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے علی سمجھ چکا تھا۔

لیلیٰ خفیف سا مسکرائی۔ چہرہ پھر چناب کی سمت کیا۔ ایک گہری سانس اندر اتاری۔

”سوہنی رات کے اندھیرے میں ماہیوال سے ملنے آتی تھی وہ بھی سب سے چھپ کر...وہ غلط کرتی تھی۔“

”مگر وہ تو صرف ملنے آتی تھی...“

''توسب سے چھپ کر کیوں آتی تھی...؟''

علی کی سوچ کو توسیع ملی۔

''غلط کام مخلوق سے چھپ کر ہی کیا جاتا ہے۔ کہ کہیں کوئی دیکھ نا لیں۔ وہ شادی شدہ تھی۔ چاہے وہ اُس کی مرضی نہیں تھی۔ مگر وہ اپنے شوہر کو دھوکہ دیتی تھی... ہر رات...''

''محبت کا خمار ہی ایسا ہوتا ہے... یہ دل و دماغ پر تالے لگا دیتا ہے۔ پھر انسان یہ سمجھنے سے قاصر ہو جاتا ہے کہ وہ جو کر رہا ہے وہ صحیح ہے یا پھر غلط۔'' لیلیٰ نے مزید کہا۔

کافی دیر یوں ہی خاموشی چھائی رہی۔

''مگر اپنی محبت... اپنی پسند کو پانا تو غلط نہیں...؟''

لیلیٰ نے علی کو گھورا۔

''علی صاحب آپ کو لگتا ہے کہانی دہرانے کی ضرورت ہے... کیوں کہ سوہنی اپنے شوہر سے چھپ کر رات کے اندھیرے میں آتی تھی ماہیوال کے پاس۔ اگر یہی حرکت کوئی مرد کرتا تو آج یہ کوئی پریم کہانی نا ہوتی... بلکہ وہ مرد آج بے وفائی کا پتلہ ہوتا مگر یہی حرکت سوہنی کرتی تھی تو ہم نے اُس کی کہانی کو محبت کی کہانی بنا دیا۔'' لیلیٰ نے تلخ حقیقت بتائی۔

"مگر یہ تو بس ایک کہانی ہے نا؟"

علی کے استفسار پر لیلیٰ مبہم سا مسکرائی۔ چہرہ علی کی طرف کیا اور بولی۔

"مگر کہانیاں ہی تو حقیقت کا عکس ہوتی ہے نا، کہانیاں ہی تو استاد ہوا کرتی ہے نا۔"

لیلیٰ نے جیسے بات ہی تمام کر دی تھی۔ علی لاجواب ہو چکا تھا۔ اُس پر آج ادراک ہوا تھا لیلیٰ کی سوچ کا دائرہ یوں بھی اس قدر وسیع تھا۔ علی نے آج خود کو اُس کے آگے اَن پڑھ محسوس کیا تھا۔ لیلیٰ کی ایک اور ادا اُس کے دل میں گھر کر گئی تھی۔

......♡♡♡......

آج موسم بلکل صاف تھا۔ نیم ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھی۔ چناب معمول سے ہلکے بہہ رہا تھا۔ علی گھاس پر لیٹا کافی دیر سے وہاں موجود لیلیٰ کا انتظار کر رہا تھا۔ آج پہلی مرتبہ تھا کہ لیلیٰ نے آنے میں دیری کر دی تھی۔ علی آنکھیں موندیں چناب کے سُر... اُس کی بہنے کی آواز سن رہا تھا۔ جو اُسے روح تک سکون بخش رہی تھی... مگر اُس کے باوجود یہ سُر علی کی فہرست میں دوسری صف میں تھے... کیوں کہ پہلی صف میں تو کوئی اور آواز تھی جو چناب سے بھی زیادہ علی کو سکون دیتی تھی اور وہ آواز...

”میں آگئی...“

وہ آواز لیلیٰ کی تھی۔

علی نے آنکھیں کھولیں تو وہ اُس کے سر کے اوپر کھڑی تھی۔ علی جھٹ سے اُسے دیکھ کر کھڑا ہوا۔

آج آپ...“ علی نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔

”آج آپ پورے آدھے گھنٹے دیر سے آئی ہیں۔“

لیلیٰ بغیر اُس کی بات کا جواب دیے بیٹھی خاموشی سے کتاب کھول رہی تھی۔ علی بھی بیٹھ گیا۔ علی نے لیلیٰ کی خاموشی بھانپ لی تھی۔

”کیا ہوا لیلیٰ جی کیا کوئی بات ہے۔“ علی نے فکر مندی سے پوچھا۔

لیلیٰ نے اسی انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

”کیا بات ہے مجھے بتائیے...“

لیلیٰ نے چہرہ اُٹھا کر چناب کی سمت دیکھا، ایک گہری سانس اندر اُتاری اور پھر بولی...

Clubb of Quality Content

......♡♡♡......

"لیلٰی..."

لیلٰی سونے کے لیے بس بستر پر جا ہی رہی تھی کہ آبا اُس کے پاس آئے۔

"ہاں آبا کچھ چاہیئے تھا؟"

"نہیں... وہ... دراصل..." آبا ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنے کی سعی کرنے لگے۔

"کیا... کوئی بات ہے؟" لیلٰی نے اُن کے لیے آسانی کی۔

"ہاں ایک بات کرنی ہے، مگر سمجھ نہیں آرہا کہ کیسے کروں؟"

آبا کہتے ہوئے چارپائی تک آئے۔

"آ یہاں بیٹھ..." چارپائی پر بیٹھتے ہوئے لیلٰی کو بھی بیٹھنے کے لیے کہا۔ تو وہ بھی بیٹھ گئی۔

"دیکھ لیلٰی..." اُس کا ہاتھ نرمی سے اپنی گرفت میں لیا۔

"گاؤں میں آج کل تیرے اور... علی صاحب کے بارے میں باتیں ہو رہی ہیں۔"

لیلٰی نے قدرے حیرت سے آبا کو دیکھا تو آبا نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ہاں مگر مجھے ان باتوں سے فرق نہیں پڑتا مگر...“ دفعتاً اُن کی آواز میں افسردگی در آئی۔

”بات تیرے مستقبل کی ہے لیلیٰ... اگر یوں ہی تیرے نام کو کسی اور کے ساتھ جوڑا گیا تو کل کو تیرا رشتہ کیسے آئے گا؟“ آبا نے اپنی پریشانی بتائی۔

لیلیٰ چند لمحے یوں ہی خاموش رہی۔

”تو سمجھ رہی ہے نا؟“

”ہاں آبا میں سمجھ رہی ہوں، میں کل ہی علی صاحب کو اب یہاں آنے سے انکار کردوں گی۔“ لیلیٰ نے چہرہ جھکائے کہا۔

”میں نے علی صاحب کے آنے سے کب انکار کیا میرا مطلب یہ تھا کہ علی صاحب ہماری دکان میں بھی تو تجھے یہ سب سیکھا سکتے ہیں نا اس طرح لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع بھی نہیں ملے گا کہ تم دونوں میرے ساتھ ہوں گے۔“

”آبا لوگ تو تب بھی باتیں بنائے گے وہ تو تب یہ بھی بولے گے تجھے، کہ تو اپنی بیٹی کو اپنے سامنے کسی غیر مرد سے پڑھتا ہوا کیسے دیکھ سکتا ہے؟ پھر کیا کریں گے ہم دونوں بتا؟“

لیلیٰ کے سوال نے آبا کی پریشانی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔وہ جانتے تھے کہ لیلیٰ غلط نہیں ہے لوگ ہر صورت اُس کے اور علی صاحب کے بارے میں باتیں کریں گے۔

''پھر تو سیکھ لیلیٰ لوگوں کو باتیں کرنے دیں میں دیکھ لوں گا۔''کچھ وقفے کے بعد آبا نے کہا۔

لیلیٰ نے اُن کے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔

''مگر آبا میرے لیے سب سے ضروری تیری عزت ہے میں اس طرح گاؤں والوں سے نہیں سن سکتی کہ وہ تجھے کچھ غلط کہیں۔''

لیلیٰ نے بھم مسکراہت سے کہا۔تو آبا نے اُسے فخریہ انداز میں دیکھا۔اور اُسے گلے سے لگا لیا۔

لیلیٰ کے لیے اُس کے آبا کی عزت ہر چیز سے اول تھی۔وہ بے پناہ پیار کرتی آبا سے...وہ ایسے آبا کو گاؤں والوں سے باتیں سناتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

''مجھے فخر ہے تجھ پر لیلیٰ۔''کہتے ہوئے آنکھوں سے نمی صاف کی۔اُسے خود سے دور کیا پھر اُس کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

......♡♡♡......

لیلیٰ اُسے سب کچھ بتا چکی تھی۔ اور اب جو وقفہ دونوں کے درمیان آیا تھا وہ خاموشی کا وقفہ تھا۔ علی ایسے ہی سامنے بہتے چناب کو دیکھتا رہا۔ اور لیلیٰ گھاس پر اُنگلیاں چلا رہی تھی۔

"تو یہ بات ہے..." علی نے آہستگی سے خاموشی کو توڑا۔

"ہمم..." لیلیٰ نے اُسی انداز میں کہا۔

"تو ٹھیک ہے میں نہیں آؤں گا..."

"کیا آپ کو بُرا لگا؟" لیلیٰ نے علی کی طرف دیکھا مگر وہ اُسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

"بلکل نہیں لیلیٰ جی اگر یہ بات آپ کی اور چاچا کی عزت کی ہے تو مجھے ذرا بُرا نہیں لگا۔"

اُس نے مسکرا کر لیلیٰ کی جانب دیکھا۔

لیلیٰ نے اُس کی مسکراہٹ پر چہرہ جھکا لیا۔ پھر چند پل بعد چہرہ اُٹھائے بولی۔

"مگر ہم آج مشق تو مکمل کریں گے؟" لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے کتاب اُس کے آگے کر دی۔

"بلکل..."

کافی دیر مشق کرنے کے بعد اب وقت ہو چکا تھا علی کے جانے کا...

Clubb of Quality Content!
novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور آج تو آخری دن تھا علی کے یوں لیلیٰ کو سیکھانے کا اور لیلیٰ کا یوں اُس سے سیکھنے کا۔

لیلیٰ کو واقعی بُرا لگ رہا تھا کہ اُس نے علی سے یوں سب کہہ دیا۔ مگر عزت یہی تو اُس کا سب سے بڑا اثاثہ تھی، غریبوں کا سب سے بڑا اثاثہ عزت ہی ہوتی ہے جسے وہ ہر حال میں رسوا ہوتے نہیں دیکھ سکتے۔

"لیلیٰ جی میں ایک بات کہوں..."

"جی کہے..."

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے۔

"لیلیٰ جی آپ کو یاد ہے میں نے آپ سے اُس دن ایک سوال کیا تھا۔"

"کونسا...؟"

علی نے ایک کنکر اُٹھا کر چناب میں پھینکا۔

"کہ اگر آپ کو کسی سے محبت ہو جائے تو کیا کیا جائے۔"

چناب میں آواز پیدا ہوئی۔

''ہمم کہ اُنہیں بتادیا جائے کہ آپ اُن سے محبت کرتے...''لیلیٰ کہتے کہتے کسی احساس کے تحت رکی، الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

''مگر اُس کا...اس وقت ذکر...''بوکھلاتے ہوئے بولی۔

علی ہنوز اب تک چناب کو گھور رہا تھا۔ علی نے ایک سانس اندر اُتار پھر آہستگی سے آنکھیں موندیں۔

تو آخر آج وہ لمحہ آہی گیا تھا۔سب کچھ کہہ ڈالنے کا لمحہ...

اعتراف کا لمحہ...عذاب کا لمحہ...

''لیلیٰ جی...''وہ رکا۔ایک گہری سانس اندر لی۔

''آپ مجھے اچھی لگتی ہیں...میں...میں پیار کرتا ہوں آپ سے۔''سانس خارج کی۔

لیلیٰ نے اچھنبے سے علی کو دیکھا۔اُس کی آنکھیں بند تھیں۔لیلیٰ کو اس بات کی توقع کبھی نہیں تھی۔یکدم ہی لیلیٰ کی دھڑکن تیز ہوئیں۔لیلیٰ نے آنکھیں بند کر لیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جب لوگ یہ کہتے تھے کہ اُنہیں پہلی نظر میں محبت ہو گئی تھی تو میں سوچتا تھا کہ پہلی نظر میں کوئی کیسے اچھا لگ سکتا ہے کسی سے محبت کیسے ہو سکتی ہیں، مگر پھر..." وہ رکا۔

لیلیٰ نے آنکھیں کھول دیں۔

"لیلیٰ جی پھر میں نے آپ کو دیکھا... تو ادراک ہوا کہ ہاں پہلی نظر میں آپ کو اچھا لگ سکتا ہے کوئی یوں بھی آپ کے دل کو اپنی مٹھی میں لے سکتا ہے، کہ پھر آپ جہاں جائے اُسے اپنے پاس پائے۔"

لیلیٰ کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں۔

"یہ سچ ہے لیلیٰ جی... یہ سچ ہے۔" علی نے آنکھیں کھولیں یکدم ہی اُس کا دل کا ہلکا ہو گیا تھا۔ جناب کے سُر ہلکے ہونے لگے تھے۔

علی نے لیلیٰ کو دیکھا جو چہرہ جھکائے ہوئے تھی۔ علی کو نہیں لگا تھا کہ لیلیٰ یوں ردِ عمل ظاہر کریں گی... یوں خاموشی، نا کوئی سوال، نا غصہ، نا کچھ کہنا، ان سب کی جگہ صرف... دیر تلک خاموشی۔

علی یکدم ہی بوجھل قدموں اپنی جگہ سے کھڑا ہوا... اپنا بیگ کندھے پر لٹکایا۔

"میں چلتا ہوں... خدا حافظ..." آستین سے آنکھیں صاف کرتا آگے بڑھ گیا۔

"آپ یوں جا رہے ہیں... مجھے مشکل میں ڈال کر۔" لیلیٰ کا لہجہ نم تھا۔

اور یہ آواز کافی تھی علی کو ساکت کرنے کے لیے۔

لیلیٰ نے چہرہ اُٹھایا تو وہ بھیگا ہوا تھا... چناب کو دیکھا... چادر کے کونے سے آنکھیں صاف کیں۔

"اور جو آپ نے مجھے مشکل میں ڈالے رکھا ہیں... مجھ سے اپنی نظریں ملا کر۔"

لیلیٰ اُس کے جواب پر خستہ سا مسکرائی۔

"آپ رشتہ لے کر آئیں گے؟"

لیلیٰ کے استفسار پر علی نے حیرت سے مڑ کر اُس کی جانب دیکھا۔ مگر وہ تو ہنوز اپنے چناب کو دیکھ رہی تھی۔

علی کی دھڑکن تیز ہوئیں۔

"میں وعدہ کرتا ہوں۔"

"میں انتظار کروں گی..."

"میں انتظار نہیں کرواؤں گا..."

"آپ نے چناب کے سامنے کہا ہیں اب یہ اس پر گواہ ہے، اگر ایسا نا کیا تو یہ قیامت کے روز یہ میرے حق میں بول پڑے گا..." لیلیٰ نے شرارت سے لب کاٹے۔

"یہ تو ابھی بھی آپ ہی کے ساز... آپ ہی کے گُن گاتا ہے۔" علی کو اُس کی شرارت اچھی لگی۔

"خیال رکھیئے گا اللہ آپ کی حفاظت کریں، اللہ حافظ۔" لیلیٰ نے الوداعی کلمات کہے۔

علی نے مسکراتے ہوئے ایک سانس خارج کی۔

"خدا حافظ۔" علی نے کہا اور فوراً پلٹ گیا۔

علی جا چکا تھا مگر لیلیٰ نے پلٹ کر نہیں دیکھا کیوں کہ اُس نے سن رکھا تھا... پلٹ کر دیکھنے والے پتھر کے بن جاتے ہیں۔ اُس نے ایک پتھر اُٹھا کر چناب میں پھینکا۔

پار چناں دے دسے کُلی یار دی

گھڑیا گھڑیا، آوے گھڑیا

لیلیٰ کے سُر اُٹھنے لگے تھے اور اُس کا مداح اُس پر ٹھاتھے مار کر اُسے داد دے رہا تھا۔ اب لیلیٰ نے یہی بیٹھ کر کسی کا انتظار کرنا تھا۔ مگر کتنا... کب تک... وہ اس سے بے خبر تھی۔

محبت بس نامِ... انتظار... انتظار...

ایک طویل انتظار... جو اکثر تمام ہوتا نہیں......

رات ہینری ندی، ٹھاٹھاں ماردی

اڑیئے اڑیئے ہاں نی اڑیئے

......♡♡♡......

اک نام کیا لکھا تراساحل کی ریت پر

پھر عمر بھر ہوا سے مری دشمنی رہی

''دیکھا وہ آج بھی نہیں آیا۔'' لیلیٰ نے مدھم آواز میں کہا۔ اُس کا لہجے میں بلا کی افسردگی تھی۔

''تم بتاؤ شہر والے ایسے کیوں ہوتے ہیں تمھیں تو پتا ہوگا نا تم تو اُن کے یہاں بھی اپنے سُر بکھیرتے ہو نا...''

چناب کے پاس اُس کے استفسار کا کوئی جواب نا تھا۔

ویکھ چھلا پیند یا نا چھڈیں دل وے

ہاں لے کے کھل وے

(دیکھو لہریں اونچی اونچی اُٹھ رہی ہیں)

(لیکن تم ہمت مت ہارنا)

"تم گواہ رہنا میں نے طویل انتظار کیا ہے اور اب بھی کر رہی ہوں۔" اب کہ ایک آنسو نکلا اور تھوڑی تک آیا۔

چناب اُس کی آہ پر کچھ نا کر سکا۔

اج مہینوال نوں میں جانا مل وے

ہاں ایہو دل وے

(آج مجھے ماہیوال (محبوب) سے ضرور ملنے جانا ہے)

(ہاں یہی دل چاہتا ہے)

لیلیٰ بوجھل دل لے کر کھڑی ہوئی اور وہاں سے چلی گئی۔آج وہ اُداس تھی تو سب کو اُداس کر گئی تھی۔کچھ لوگ ہوتے ہیں جن سے قدرت پیار کرتی ہیں اگر وہ اُداس ہو جائے تو قدرت بھی اُداس ہو جاتی ہیں۔اور انہی لوگوں میں اداسی کا تاج پہنے ایک لیلیٰ بھی تھی۔

اُداس... تنہا... غمگیں... لیلیٰ

چناب کا سوز، اُس کا ساز دونوں غائب ہوئے تھے۔لیلیٰ اُسے بھی اداس کر گئی تھی۔

محبت جس کا کوئی ثانی نہیں... محبت جو ہر ایک کی ساتھی نہیں......

......♡♡♡......

ناولز کلب
Club of Quality Content

"ابو مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" علی نے بامشکل آج پوچھنے کی کوشش کر ہی لی۔

اپنے کام میں مصروف آغا صیام صاحب نے چہرہ اُٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"ابھی نہیں ابھی میں مصروف ہوں۔" عام سے لہجے میں کہا۔

"مگر ابو میں یہ بات کرنے کے لیے کہیں مہینے سے انتظار کر رہا ہوں۔"

صیام صاحب نے ایک مصروف سانس ہوا تحلیل کی۔ عینک اُتار کر ٹیبل پر رکھی، ساتھ پڑی فائلز بند کی۔

"بیٹھو..." سامنے رکھی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جب علی لیلیٰ سے آخری بار مل کر مقصوم چچا کے گھر آیا تو صبح ہوتے ہی وہ لاہور چل دیا تھا۔ کہ اُسے لیلیٰ کے رشتے کی بات اپنے والدین سے کرنی تھی۔ مگر گھر آتے ہی اُسے معلوم ہوا کہ اُس کے والد صاحب کسی کام کی بنا پر لاہور سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اُس نے یہ بات امی کو بتانا چاہی مگر وہ جانتا تھا کہ آخری فیصلہ تو اُس کے والد آغا صیام صاحب کا ہی ہوگا، اس وجہ سے وہ خاموش رہا اور اُن کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا۔

تین ہفتے بعد جب صیام صاحب گھر آئے تو اُس نے چاہا کہ وہ اب یہ بات اپنے والدین کے سامنے رکھے مگر کیسے؟

آغا صیام صاحب بارعب آدمی تھے۔ اپنی بات اور فیصلوں پر قائم رہنے والے۔ اور اپنے فیصلوں پر کسی کو ترجیح نا دینے والے۔ علی کچھ دن یہی سوچتا رہا کہ وہ کس طرح بات کریں۔ کیا کہے؟ بڑی ہمت کر کے اُس نے ایک دن کوشش کرنی چاہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابو..."

صیام صاحب عینک لگائے اخبار پکڑے سوفے پر براجمان تھے۔ علی کی آواز پر بنا سر اُٹھائے بولے۔

"بولو۔"

"ابو مجھے آپ سے..." لڑکھڑاتی زبان سے بولا۔

"مجھے آپ سے ایک ضروری بات..." ابھی الفاظ منہ میں ہی تھے کہ...

"صیام صاحب دیکھے نا ابو کو کیا ہو گیا ہے۔" امی قریباً چیختی ہوئی علی کے دادا صاحب کے کمرے سے گھبراتی ہوئی بھاگتے ہوئی آئیں۔

"کیا ہوا؟" صیام صاحب نے اخبار ایک طرف پھینکا اور اپنے والد کے کمرے کی طرف بھاگے۔

علی کے دادا حسین صاحب کی حالت واقعی خراب تھی... وہ تقریباً چار مہینے اسپتال میں رہے۔ اسی دوران تمام گھر والے خاصے پریشان رہے۔ اور علی ان حالات میں تو کبھی اپنے

رشتے کی بات نہیں کر سکتا تھا۔ چار مہینے اسپتال میں رہنے کے بعد ایک رات فجر کی نماز کے بعد حسین صاحب انتقال کر گئے۔

پورے گھر میں سوگ کا سماں تھا۔ علی کو اپنے دادا کی وفات کا خاصا غم لگا تھا۔ مگر ساتھ ہی اُسے یہ سوچ سوچ کر بھی تکلیف ہو رہی تھی کہ لیلیٰ سے اُس نے انتظار نا کرانے کا وعدہ کیا تھا۔ اوہ اس بات کو تقریباً پانچ مہینے گزارنے والے تھے۔ اور جب لیلیٰ کو اُس کی کوئی خبر نا ملی ہو گی تو اُس نے یہ گمان نا کیا ہو کہ علی ایک دھوکے باز تھا۔ جس نے اُسے خواب دکھائے اور بھاگ گیا۔

کس طرح ایک اور مہینہ بھی گزر گیا پتا ہی نا چلا جب گھر میں حالات دوبارہ سے اپنے معمول پر آنے لگے تو علی نے سوچ لیا کہ اب کچھ بھی ہو جائے وہ لیلیٰ کو اور انتظار نہیں کروائے گا۔ اور آج ہمت کر کے وہ صیام صاحب سے بات کرنے کے لیے خود کو تیار کر ہی چکا تھا۔

علی فوراً اُسے کرسی کھینچ کر اُس پر بیٹھ گیا۔

"بولو کیا کام ہے؟" کرسی سے ٹیک لگائے پوچھا۔

"وہ ابو دراصل... بات یہ تھی کہ... میں... میں..."

"تم کیا...؟"

"ابو میں نا... کسی کو پسند کرتا ہوں..." علی نے کہہ ہی دیا آخر۔

صیام صاحب کچھ دیر خاموشی سے اُس کا چہرہ دیکھتے رہے۔

"کون ہے وہ؟" آہستگی سے بولے۔

"ابو وہ نا گاؤں میں رہتی ہیں... لیلیٰ... نام ہے اُن کا۔"

"اچھا۔" انداز اب تک سپاٹ تھا۔

"کونسے گاؤں میں؟" علی کو اندازہ نہیں تھا کہ آبا کا انداز یوں عام سا ہو گا۔

"مقصوم چچا کے ساتھ والا گاؤں چناب کنارے..."

"کیا کرتے ہے وہ لوگ؟" بازو بندھے پوچھا۔

علی نے کسی احساس کے تحت تھوک نگلا۔

"کمہار ہیں..."

"کیا ہیں..؟" صیام صاحب کو جیسے اپنی سماعت پر یقین نا آیا ہو۔

"کمہار ہیں... گھڑے تیار کرتے ہیں..." اب کہ علی کو پسینہ آنے لگا تھا۔

بہت دیر خاموشی رہی تو علی نے چہرہ اُٹھا کر صیام صاحب کی طرف دیکھا۔ جو اُسے ہی گھور رہے تھے۔

"کیا ہوا ابو آپ چُپ کیوں..."

"علی تمہیں پتا ہے میں نے تمہیں مقصوم کے یہاں کیوں بھیجا تھا؟"

"جی... کلثوم کی شادی میں..."

"نہیں بلکہ اس لیے کہ تم گاؤں کے رہن سہن کو دیکھ سکو... وہاں سے کچھ سیکھ سکو، مگر تم نے تو وہاں پیار محبت کرنا شروع کر دیا۔" اُن کا لہجہ سخت ہو رہا تھا۔

"اور وہ بھی کن سے ایک کمہار کی بیٹی سے جن کی ہمارے آگے کوئی احثیت نہیں..." اُن کی آواز بھی بلند ہوئی۔

"کتنا پڑھی لکھی ہے وہ لڑکی؟"

علی چہرہ جھکائے اس سوال پر خاموش رہا۔اُسے یوں خاموش دیکھ کر صاحب نے اس خاموشی کی وجہ بھانپ لی۔

"مطلب کہ جاہل..."

"آبا جاہل نا کہے..." علی نے اُن کی بات کاٹی۔اُسے دکھ ہوا کہ آبا نے لیلیٰ کے لیے جاہل کا لفظ استعمال کیا۔

"تو کیا بولوں؟ تم بتاؤ مجھے کہ میں کیا بولوں... علی تم نا..." کاٹ دار لہجے میں کہتے کہتے رکے۔ ایک سرد سانس خارج کی۔

"علی مجھے تم سے اس معملے میں کوئی اور بات نہیں کرنی..." غصہ ٹھنڈا کیا۔

صیام صاحب کرسی سے کھڑے ہوئے فائلز اور عینک اُٹھائی۔

"میرا جواب انکار ہے۔" کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔

اور علی یوں ہی سے جھکائے بیٹھا رہا۔اُسے معلوم تھا صاحب کا فیصلہ جیسے پتھر کی لکیر۔

جو کہہ دیا... سو کہہ دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

......♡♡♡......

"لیلیٰ۔" آبا نے بڑھی نرمی سے شانے پر ہاتھ رکھے کہا۔

"ہاں آبا۔" گُم صُم سی لیلیٰ فوراً اُسے سنبھلی۔

"لیلیٰ تجھ سے ایک اہم بات کرنی ہے..." آبا اُس کے ساتھ چار پائی پر بیٹھ گئے۔

"کیا بات ہے آبا؟"

"نہیں پریشانی کی کوئی بات نہیں وہ تو میں..." آبا الفاظ تلاش کر رہے تھے۔

"لیلیٰ دیکھ تیری ماں اس دنیا میں نہیں ہے بیٹا..." آبا نے اُس کا ہاتھ نرمی سے اپنی گرفت میں لیا۔

"اگر تیری ماں ہوتی تو یہ بات وہ کرتی یہ سارے معاملات وہ دیکھتی..."

"آبا بات کیا ہے..." لیلیٰ کا تجسس بڑھنے لگا۔

"شوکت نے اپنے چھوٹے بیٹے کا رشتہ بھیجا ہے تیرے لیے۔" اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر آہستگی سے کہا۔

Clubb of Quality Content
ناولز کلب

لیلیٰ چند پل یوں ہی خاموش ہوئی اور یہ وقفہ طویل ہونے لگا۔

"اگر تجھے پسند نہیں تو میں انکار..." آبا نے اُس کی خاموشی کی وجہ اخذ کرنے کی کوشش کیں۔

الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے کہ...

"کیا تجھے پسند ہے یہ رشتہ؟" چہرہ جھکائے وہ مدھم سا بولی۔

"ہاں دیکھا دیکھا بھالا لڑکا ہے بچپن سے دیکھا ہے اُسے اب تو ماشاءاللہ اچھا کماتا بھی ہے..."

جوش سے کہتے آبا نے چہرہ جھکائے لیلیٰ کو دیکھا تو وہ رکے۔

"مجھے تو پسند ہے مگر مرضی اب تیری ہے۔"

دشتِ ذہن میں کچھ الفاظ گونجے...

"میں انتظار نہیں کرواؤں گا..."

لیلیٰ نے ایک گہری سانس لی اور پھر بولی......

......♡♡♡......

"لیلیٰ جی آپ کیا کر رہی ہے یہ...ہٹے ادھر سے..." لیلیٰ کو یوں بلکل چناب سے لگے اُس میں جھنکتے، دیکھا تو علی گھبرا گیا۔

چناب کا بہاؤ آج معمول سے تیز تھا۔

"لیلیٰ جی ہٹ جائیں وہاں سے..." علی پوری شدت سے چیخ رہا تھا۔

علی لیلیٰ سے فاصلے پر کھڑا تھا۔اُسنے پھر سے قدم بڑھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

لیلیٰ ہولے سے پیچھے مڑی، مدھم سا مسکرائی۔

علی نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔اُس کی بھوری آنکھیں آج شدتِ نم سے سُرخ ہو رہی تھیں۔ علی نے حلق میں آنسوؤں کا گولا اُترا۔

"لیلیٰ جی...خدارا ہٹ جائیں..." علی نے التجا کی۔

لیلیٰ نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

اور پھر سے رُخ چناب کی طرف کر لیا۔

لیلیٰ نے ہولے سے پاؤں اُٹھایا...

اور علی کی سانسیں رکنے لگیں۔

"نہیں لیلیٰ جی... نہیں..." علی نے قدم بڑھنے کی پوری سعی کی مگر ناکام رہا۔

لیلیٰ نے یکدم ہی چناب میں چھلانگ لگا دی......

"لیلیٰ جی... نہیں..." علی حلق کے بل چیخا۔

لیلیٰ کا بدن چناب کے تیز بہاؤ میں غائب ہو گیا تھا۔

چند پل لگے کہ لیلیٰ کی جان... بے جان ہوئی.... لیلیٰ کا بے جان بدن ٹھاٹھے مارتے چناب کی سطح پر آیا۔

چناب لیلیٰ کے بے جان بدن کو اپنی لہروں کو ساتھ لے جا رہا تھا۔

چناب آج ظالم ٹھہرا تھا...

یار نوں ملے گی اج لاش یار دی

گھڑیا... گھڑیا... آوے گھڑیا...

(یار کو آج اپنے یار کی لاش ملے گی)

(چلو مٹی کے گھڑے چلو چلتے ہیں)

دفعتاً اِہی ایک جھٹکے سے علی کی آنکھیں کھولیں تو وہ چند پل بے حواس تیز تیز سانسیں بڑھنے لگا۔ حواس بہال ہوئے، دھڑکن معمول پر آئی تو اُس نے خود کو اپنے بستر پر لیٹا پایا۔

اُسے یہ اخذ کرنے میں وقت نہیں لگا کہ ابھی جو کچھ اُس نے دیکھا وہ خواب تھا۔

ہاتھ سے پیشانی کو چھوا تو پسینے سے تر پایا، نا صرف پیشانی بلکہ اُس کا پورا بدن پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔

کانپتے جسم کے ساتھ بستر سے اُٹھا، اور کمرے کو روشن کیا۔ پھر سر پکڑے کرسی پر بیٹھا۔

یہ ایک خواب تھا... وہ سمجھ چکا تھا۔

مگر خواب کے حقیقت بننے میں آخر دیر ہی کتنی لگتی ہے...؟

علی کسی خیال کے تحت اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ اور ٹیبل تک آیا۔ اُسے کیا کرنا تھا... اُسے معلوم تھا۔ ایک کاغذ نکالا، قلم اُٹھایا، اور پھر اُس پر کچھ تحریر کرنے لگا۔

پھر اُس کاغذ کو ایک تہہ لگائی اور وہی پر رکھ دیا۔ اور تیز قدم کمرے سے نکل گیا۔

رات ہنیری ندی ٹھاٹھاں ماردی

اڑیئے اڑیئے ہاں نی اڑیئے

......♡♡♡......

مجھ سے بنتا ہوا تو، تجھ کو بناتا ہوا میں

گیت ہوتا ہوا تو، گیت سناتا ہوا میں

دکان میں سورج کی کرنوں میں وہاں پڑے چھوٹے بڑے ہر آکار کے گھڑوں کے سائے زمین پر پڑ رہے تھے۔اور ان کے علاوہ دو سائے اور بھی تھے جو گھڑوں کے تو نا تھے، مگر اُن کا تعلق بھی مٹی سے ہی تھا۔

اُن میں سے ایک سایہ علی کا تھا...اور دوسرا اُس کے سامنے بیٹھی ہوئی لیلیٰ کا۔

لیلیٰ مٹی کا گھڑا بنا رہی تھی۔اور علی اُس کے سامنے بیٹھے ہاتھ کی پشت پر چہرہ ٹکائے اُسے مسکراتی آنکھوں سے تکے جا رہا تھا۔لیلیٰ نے ہاتھ سے گرتی ہوئی بال کی لٹ کو کان کے پیچھے سرکایا۔تو یکدم ہی اُس کی نظر علی پر پڑی۔اُسے یوں دیکھ کے لیلیٰ نے شرماتے ہوئے چہرہ جھکا

لیا۔اُس کی اداؤں میں سے یہ خوب ترادا تھی جو علی کو ہر بار اُتنی ہی حسین لگتی جتنی پہلی بار لگی تھی۔اوراس بار تو لیلیٰ نے یہ ادا دکھا کر علی کے دل کے تار چھیڑ دیے تھے۔

وہ لیلیٰ تھی...تال،سازاور تار چھیڑنا جانتی تھی۔

وہ علی تھا...ان تالوں اور سازوں سے محظوظ ہونا جنتا تھا۔

"اب آپ مجھے ایسے ہی دیکھتے رہے گے یا میری مدد بھی کریں گے؟" بالوں کو سرکاتی لیلیٰ نے پوچھا۔

علی اس کے سوال پر سیدھا ہوا۔وہ دونوں زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے درمیان چاک حائل تھا۔علی کھسکتے ہوئے چاک کے کچھ اور نزدیک آیا۔

"جی اب بتائیے کیا مدد کر سکتا ہوں میں؟" آستین چڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"آپ نا اسے ایسے..." کہتے ہوئے وہ چاک کا پہیہ گھما کر دکھانے لگی۔

"ایسے دھیمے ہاتھوں سے گھمائے سمجھے...؟"

علی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔تو لیلیٰ نے گیلی مٹی پہیے پر رکھ دی۔

"شروع کریں۔"

علی نے بڑی احتیاط سے پہیہ گھومانا شروع کیا۔

علی پہیہ گھوماتا رہا اور لیلیٰ ہاتھوں سے اُسے آکار میں لاتی رہی۔ علی نے چہرہ اُٹھا کر لیلیٰ کی طرف دیکھا جو اپنی مکمل توجہ چاک کی طرف لگائے ہوئے تھی۔ علی بہم سا مسکرایا پھر ایک گہری سانس اندر لی۔

اک کوزے کے تصور سے جڑے ہم دونوں

علی نے آج تک اتنا سکون کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ جیسے روح تک، چین نے اُسے اپنے حصار میں لیا ہو۔ ہوتے ہیں کچھ لوگ جن کے ساتھ ہوتے ہیں تو روح تک اترتا چین محسوس ہوتا ہے۔

اُس نے چہرہ اُٹھا کر ہوا میں سانس خارج کی۔

اک کوزے کے تصور سے جڑے ہم دونوں

نقش دیتا ہوا تو، چاک گھوماتا ہوا میں

دفعتاً ہی علی نے اپنی آنکھیں کھولیں۔سارا تصور ذہن میں تحلیل ہوا۔اپنے ذہن میں تصوراتی دنیا سجانے والے سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں اُس سے بڑھ کر کچھ حسین نہیں ہوتا۔

"لو صاحب تمہاری منزل آگئی۔" تنگے والے نے تنگہ روکتے ہوئے کہا۔

"یہ منزل نہیں...کوئے یار تک کا رستہ ہے۔" علی زیرِلب بڑبڑایا۔

علی تنگے سے اترا، اپنا سامان اترا۔تنگے والے کو اُس کے پیسے دیے۔تنگے والے نے پیسے تھامے اور چلتا بنا۔

علی نے نظریں دائے بائے گھومائیں۔چھ ماہ میں کچھ تبدیل نہیں ہوا تھا۔وہ چلتا ہوا چناب کنارے بڑھنے لگا۔شایش اُسے وہاں وہ مل جائے اپنے چناب کے پاس بیٹھی علی کا انتظار کرتی ہوئی...لیلٰی...شاید اُسے مل جائے۔

......♡♡♡......

"ابو میں نے بچپن سے آپ کے ہر حکم پر سر تسلیمِ خم کیا ہے۔بِنا کسی سوال کے۔مگر آپ سمجھنے کی کوشش کریں اب کی بار صورتِ حال الگ ہے۔بچپن سے ابھی تک یہ دل میرے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بس میں ہوتا تھا میں اسے سمجھا دیا کرتا تھا۔ مان لیا کرتا تھا۔ مگر آج سے چھے ماہ پہلے یہ دل میرے بس سے نکل چکا ہے ابو! آپ سمجھے؟ نہیں... مجھے معلوم ہے آپ نہیں سمجھے۔

ابو اب یہ دل میرا ہو کر بھی میرا نہیں رہا۔ چھ ماہ سے میں کس تکلیف میں ہوں کیا آپ نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا؟ نہیں آپ نے نہیں کیا تھا۔ ابو میں آپ سے اور امی سے بے پناہ پیار کرتا ہوں۔ آپ کہے تو اپنا کلیجہ بھی نکل کر آپ دونوں کے آگے پیش کر سکتا ہوں۔ مگر آپ نے جو کہا تھا وہ نہیں کر سکتا۔

''اُسے بھول جاؤ۔''

آپ بتائے ابو کیا محبت کو کبھی بھولا یا جا سکتا ہے؟ نہیں نا... تو میں کیسے بھول جاؤں ابو میں نے کسی سے پلٹ کے آنے کا وعدہ کیا تھا۔ ابو میں وعدہ نہیں توڑ سکتا۔ میں نہیں بھولا سکتا۔

میں اُنہیں چھوڑ بھی دوں مگر پھر میں کبھی ہنس نہیں پاؤں گا ابو... میں زندہ لاش بن جاؤں گا۔ کیا آپ مجھے اُس تکلیف میں دیکھ سکے گے؟ کیا امی مجھے اُس حالت میں دیکھ سکے گی؟ نہیں نا۔

میں جا رہا ہوں مگر پلٹ کر آپ اسی در پر آؤں گا۔ اور پھر ساری زندگی آپ کی اور امی کی غلامی میں گزار دوں گا۔ تو بس اپنے بیٹے کی یہ پہلی اور آخری نافرمانی کو معاف کر دیجیئے گا۔''

آپ کا نافرمان بیٹا

علی

آغا صیام صاحب صوفے پر سر جھکائے بیٹھے تھے۔یوسف نے خط کو تہہ کر کے اُن کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔یوسف سب پڑھ کر سنا چکا تھا۔وہ سب سن چکے تھے۔سامنے صوفے پر مریم صاحبہ سر پر ہاتھ رکھے سسکیاں بھر رہی تھی۔اُن کا جوان،خوبصورت،فرمانبردار بیٹا،جس کے لیے اُن دونوں نے اتنے خواب دیکھے تھے،آج وہ خود کو نافرمان کر چکا تھا...

وہ بھی کس کے کے لیے؟ایک لڑکی جو کمہار ہے...جاہل ہے...اب کیا اس عزت دار گھرانے میں وہ ایک کمہار اور جاہل لڑکی کو بہو بنا کر لائے گے۔اُس گھر میں جہاں ملزم بھی خاندانی رکھے جاتے ہیں۔

کمرے میں پھیلی خاموشی کو مریم صاحبہ کی سسکیاں اور آہیں توڑ رہی تھی۔اُن کا بیٹا ایک جاہل لڑکی کی چاہ میں یوں...یوں نافرمان ہو گیا تھا...اُنہیں یقین نہیں آرہا تھا۔

Clubb of Quality Content

صیام صاحب اپنی جگہ سے یکدم ہی کھڑے ہوئے۔خط اُٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا۔اُن کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔اور یکدم ہی خط کے دو... پھر چار... چھ اور پتا نہیں کتنے ٹکرے کیے اور ہوا میں اُڑا دیے۔

"یوسف۔"آواز تیز اور لہجہ کاٹ دار تھا۔

"جی...جی صاحب..." پاس کھڑے یوسف نے فورَ اَ ہی جواب دیا۔

"یوسف میری بندوق کہاں ہے؟"

مریم صاحبہ نے حیرت سے چہرہ اُٹھایا۔چند پل کے لیے وہ اپنی سسکیاں بھول چکی تھی۔

"جی...صاحب وہ تو آپ کے پاس...ہی"ابھی یوسف کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ وہ بولے۔

"اُسے میری نظروں کے سامنے رکھو اور سارے نوکروں کو یہ بات بتا دو..."وہ رکے۔

"جی صاحب..."

"جیسے ہی وہ نافرمان اس دہلیز پر نظر آئے مجھے بتایا جائے۔"

"مگر...آپ کیا..." مریم صاحبہ نے کچھ کہنے کی کوشش کیں تو اُنہیں ہاتھ کے اشارے سے خاموش کیا۔اُن کی آنکھوں میں تپش تھا مگر کس کے لیے اپنے بیٹے کے لیے نہیں؟

اپنے نافرمان بیٹے کے لیے...

"اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گا اُسے اور جو بھی اُس کے ساتھ ہوا اسے بھی...اپنے ہاتھوں سے..." کہہ کر وہ تیز قدم چل دیے۔

مریم صاحبہ کو اپنی سماعت پر یقین نہیں ہوا۔وہ اُنہیں بے یقینی سے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔اور وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھیں۔

......♡♡♡......

علی سامان اُٹھائے جس میں صرف ایک بریف کیس تھا، چلتے ہوئے اُس مقام تک آیا......

یہ وہی مقام تھا...جہاں علی دل ہارا تھا۔

جہاں بہار اپنا تاج اُس اونچے سُر والی کے سر پر سجاتی تھیں، جو گیت گاتی تھی تو تتلیاں اُس کے صدقے جاتی تھیں...جو شرماتی تھی تو چمبیلی فضا میں خوشبو پھیلاتی تھیں، جس کے سُر کے

آگے چناب بھی اپنی آواز تھام لیتا تھا... جس کو دیکھ کر چاند بھی شرماتا تھا... جگنو جس کی اوٹ میں چھپ جاتے تھے۔ دھنک جس سے رنگ لیتا تھا۔

وہ لیلیٰ تھی... جو اس مقام پر آتی تھی...

اور یہ مقام...

یہ مقامِ یار تھا اس سے یادیں وابستہ تھی علی کی۔ اور اس مقام کا ذرا ذرا آنکھوں کا سرمابنانے کے قابل تھا۔

علی بلکل اسی جگہ کھڑا تھا جہاں آج سے چھ ماہ پہلے کھڑا تھا۔

چھ ماہ میں کچھ نا بدلا تھا، مگر سب پہلے جیسا بھی نا تھا۔ آج لیلیٰ یہاں موجود نا تھی، تو نا ہی بہار تھی نا صبا، نا آسمان سے لگتے اونچے سُر، نا ہی کسی کے تبسم کی کنک، اور نا ہی چناب کا وہ جوش۔ سب کچھ ہو کر بھی... سب کچھ نا تھا۔ یا یہ کہہ جائے کہ کچھ نا تھا۔ ایک عجیب سی بے چینی تھی جو فضا میں تیر رہی تھی۔

علی آگے بڑھا اور چناب پر آکر بیٹھا۔ علی نے اُس کی اداسی بھانپ لی تھی۔ آج چناب کے سُر غائب تھے۔ علی نے چناب میں جھنک کر کوئی عکس تلاش کرنے کی کوشش کی، چناب نے

اُس کی تمنا اخذ کر کے ایک عکس نمایاں کیا۔ جس عکس کے دیدار کے لیے علی ساری دنیا بھی لُٹا سکتا تھا۔

وہ عکس تھا...اداس بیٹھی لیلیٰ کا......

تم بناؤ کسی تصویر میں کوئی رستہ

علی نے وہ عکس دیکھا تو یکدم ہی دل کا بوجھ بڑھ سا گیا...آنکھوں میں نمی اُتری۔ ہوا میں ایک بے چین سانس تحلیل کی۔

تم بناؤ کسی تصویر میں کوئی رستہ

میں بناتا ہوں، کہیں دور سے آتا ہوا میں

علی یکدم ہی وہاں سے اُٹھ گیا اور تیز قدم وہاں سے چل دیا۔ اُس کے جاتے ہی چناب نے بھی ایک بل کھایا اور لیلیٰ کے عکس کو خود میں نگل لیا۔ جیسے وہ عکس وہاں کبھی تھا ہی نہیں۔

......♡♡♡......

مجھ سے بنتا ہوا تو، تجھ کو بناتا ہوا میں

Clubb of Quality Content

گیت ہوتا ہوا تو، گیت سناتا ہوا میں

''لیلیٰ تو نے محمود کا گھڑا تیار کیا؟'' آبا قریباً چلاتے ہوئے دکان کے باہر سے پوچھ رہے تھے۔

''ہاں آبا۔'' لیلیٰ کہتی ہوئی دکان سے باہر آئی۔

''گھڑا تو تیار ہی ہے، مگر تو نے نام ہی نہیں بتایا تھا۔''

''کیا میں نے نہیں بتایا تھا؟'' آبا سوچتے ہوئے بولے۔

''نہیں۔''

''او ہاں یاد آیا...''

''رک آبا میں لکھ لیتی ہوں۔'' لیلیٰ نے آبا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

پھر وہ اندر سے ایک کاغذ اور قلم لے کر آئی۔ اسے اکثر نام لکھنے آ گئے تھے۔

''ہاں اب بتا...'' دیوار سے کاغذ لگائے بولی۔

''علی... علی نام کہا تھا محمود نے۔''

کاغذ پر قلم سے نام لکھتی لیلیٰ کا ہاتھ یکدم ہی شل پڑا۔

"علی......" زیرِ لب بڑبڑائی۔ دل میں کچھ اُبھرا۔ ذہن کے دشت میں یہی نام طواف کرنے لگا۔

اک عبارت جو تحریر نہیں ہو پائی

لیلٰی نے سر جھٹکتے ہوئے قلم چلایا...

ع...ل...ی...علی۔

یادوں کا ایک تسلسل بندھنے لگا تھا۔ دل معمول کی رفتار سے تیز دھڑکنے لگا تھا۔ کوئی یاد آنے لگا تھا۔ دل دُکھانے لگا تھا۔ لیلٰی نے یکدم ہی قلم تیزی سے چلاتے ہوئے نام کاٹ دیا۔ یوں کہ اب نا ع دکھ رہا تھا... نا ل اور نا ہی ی...

اک عبارت جو تحریر نہیں ہو پائی

مجھ کو لکھتا ہوا تو، تجھ کو مٹاتا ہوا میں

لیلٰی نے ایک بے چین سانس خارج کی۔ دکان کے اندر آئی ایک گھڑا اُٹھایا اور ایک طرف دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھی۔ گھڑا ٹانگوں کے درمیان رکھا۔ اب باری تھی اس نام کو اس گھڑے پر نقش کرنے کی۔

Clubb of Quality Content

......♡♡♡......

لیلیٰ دکان میں موجود گھڑے ترتیب سے رکھ رہی تھی۔ معمول سے آج موسم قدرے سہانا تھا۔ دھیمی دھیمی پھوار بھی برس رہیں تھیں۔

"لیلیٰ جی..." کسی نے مدھم آواز میں پکارا۔

لیلیٰ کا بدن یکدم ہی شل پڑا۔ مٹی کا گھڑا اُٹھاتی لیلیٰ کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔ وہ آواز لیلیٰ خوب جانتی تھی۔ اسی آواز، اسی شیریں لہجے کو لیلیٰ نے دشتِ دل میں گونجتا رات دن سنا تھا۔

لیلیٰ نے آنکھیں بند کیں۔

"لیلیٰ جی پیچھے دیکھیئے..." اُس کی آواز لیلیٰ کے کانوں میں شہد گھول رہی تھی۔

اُس کے ہاتھ سے گھڑا گرتے گرتے بچا۔ لیلیٰ نے سنبھلتے ہوئے گھڑا زمین پر رکھ دیا۔ دل دھڑکا... تیز... اور تیز...

لیلیٰ شل پڑتے قدموں سے پیچھے پلٹی......

رفتہ... رفتہ... آنکھیں کھولیں......

ایک ہالہ سا نظر آیا،ایک آنسو نکلااور زمین پر جا گرا۔

نظر واضح ہوئیں۔تو ایک چہرہ نظر آنے لگا...

"میں آگیا..."نم آنکھوں سے مسکراتا ہوا وہ اُس کے سامنے کھڑا تھا۔

وہ علی تھا...اور آج نا یہ کوئی تخیل تھا...نا وہم...نا خواب...آج سب حقیقت تھا...سب...

علی نے لیلٰی کی آنکھون کو دیکھا۔اُس نے آج اتنی ماہ بعد یہ آنکھیں دیکھی تھیں۔

اُس نے اب ان نگاہوں کا صدقہ اُتارنا تھا...

وہ ان کی دلنشنی سے نکلا تو اُس نے ان سے نکلتے آنسوؤں کو دیکھا۔

"لیلٰی جی آپ رو کیوں رہی ہیں؟"

"لیلٰی جی...کک...کیا ہوا؟وہ بوکھلائے ہوئے تھا۔

"آپ نے...علی دیر کر دی..."لیلٰی نے نم آواز میں کہا۔آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے۔

"مجھے...مجھے معلوم ہے...مگر آ...آپ جانتی ہے میرے ساتھ کیا...کیا ہوا تھا..."علی بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

"اگلے مہینے میری شادی ہے۔"

اور علی ان الفاظ پر سانس لینا بھول گیا۔اُس کا جسم جم سا گیا تھا۔وقت وہی تھم چکا تھا، گردش رک چکی تھی۔

"کک...کیا...؟" بے یقینی اُس کے چہرے سے صاف عیاں تھی۔

لیلٰی نے آنسو روکتے ہوئے نچلا ہونٹ دبائے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب آپ جائیے..."لیلٰی نے خشک لہجے میں اُسے جانے کو کہا۔

"مگر..." علی نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

وہ اب تک سکتے کی حالت میں تھا۔

لیلٰی نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے روک دیا۔

"اب کچھ نہیں..." روندی ہوئی آواز میں کہتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"اب کچھ نہیں..."

"میں سوہنی نہیں ہوں علی...میں لیلٰی ہوں..." وہ روتے روتے رکی۔

"میں اپنے آبا کا مان نہیں توڑ سکتی، میں اب نافرمانی نہیں کر سکتی میں اپنے آبا کو رسوا ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔"

علی اُسے یوں ہی بے یقینی سے سن رہا تھا۔

"اب آپ جائیے...اب آپ جائیے..."

وہ چادر کے ہالے سے چہرہ رگڑتی کہہ کر فوراً ہی وہ دکان کے اندر چلی گئی۔اور علی وہی جامد کھڑا رہا۔

علی ٹوٹ چکا تھا... علی اب جڑ نا پائے گا...

ساری دنیا گھوم رہی تھی...رکا ہوا تو صرف علی تھا...

اور اُس کی جان وہ تو جا چکی تھی... لیلٰی...

محبت کی تختی پر کندہ ایک لفظ "درد" بھی ہے۔۔۔

......♡♡♡......

پار چناں دے دسے کلی یار دی

گھڑیا... گھڑیا... آوے گھڑیا...

علی نیم قدموں چل رہا تھا۔ رات کا اندھیرا پورے گاؤں پر چھایا ہوا تھا۔ چاند کی روشنی آج قدرے پھیکی تھی۔ علی اُس مقام پر کھڑا تھا، جدھر سے یہ سلسلہ شروع ہوا تھا۔ سلسلۂِ بابِ محبت۔

رات ہنیری ندی ٹھاٹھاں ماردی

اڑ ییئے... اڑ ییئے... ہاں نی اڑ ییئے

چناب کے بہنے کی آواز آج سکون نہیں دے رہی تھی۔ آج جیسے ہر شے پر بے چینی اپنے سائے ڈالے ہوئے تھی۔

علی آگے بڑھا اور اپنا عکس چناب کے پانی میں ڈھونڈنے لگا۔ مگر آج اُسے خود کا عکس ملا اور نا ہی محبت کا......

آج شبِ فراق یار تھی... شبِ ہجر...

جو ہر شب سے طویل ہوتی ہے... طویل... بہت طویل...

"آپ مجھے مشکل میں ڈالے جا رہے ہیں۔"

"اور جو آپ نے مجھ سے نظریں ملا کر مجھے مشکل میں ڈالے رکھا ہیں۔"

کہیں دور پاتال سے آتی آوازیں پوری شدت سے اُس کے دل پر پاؤں رکھ رہی تھیں۔دل کا بوجھ بڑھنے لگا تھا، چناب کو چھوتی سرد ہوا اُس کے جسم کو سرد کر رہی تھی۔قدم...زبان... الفاظ...حال سب ساکت تھا...بس سانس تھی جو چل رہی تھی۔

"اب آپ جایئے...بس اب کچھ نہیں..."

دل کا بوجھ اب برداشت کی دہلیز سے باہر نکل رہا تھا، علی نے ایک سرد آہ بڑھی۔اور تمام آنسو راہِ نین سے باہر نکلنے لگے۔علی نے چہرہ اُٹھایا، اور پھر حلق کے بل ایک چیخ بلند کی...

اور پھر ہچکیوں کی صورت رونے لگا۔اور یوں ہی چہرہ ہاتھوں میں دیے دیر تلک روتا رہا۔

ویکھ چھلاں پیندیاں، ناچھڈیں دل وے

ہاں لے کے کھل وے

اج "سوہنی" نوں میں جانا مل وے

ہاں ایہو دل وے

علی نے چہرہ رگھڑا اور کھڑا ہوا تو یکدم ہی گر پڑا۔ پھر اُٹھا اور چناب کے بلکل قریب آ کھڑا ہوا۔
چناب آج رفتار سے بہہ رہا تھا، علی نے ایک عکس بہتا دیکھا چناب میں...اور پھر ایک آنسو اُس کی آنکھ سے گرا اور اُس عکس میں جا گرا...وہ لیلیٰ کا عکس تھا۔

یار نوں ملے گی اج لاش یار دی

گھڑیا...گھڑیا...آوے گھڑیا...

علی کو کیا کرنا تھا...وہ خوب جنتا تھا...

......♡♡♡......

لیلیٰ آنکھیں کھولے بستر پر سیدھی لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔ مگر ذہن کہیں اور ہی لگا ہوا تھا۔ ایک منظر یاد آتا تو آنسو نکل کر بستر تک آتے...اور وہ خود ہی بار بار وہ منظر یاد کر رہی تھی۔
وہ اسی حالت میں کتنے وقت سے تھی، اُسے خود معلوم نا تھا۔

آج شبِ فراق یار تھی...شبِ ہجر...

Clubb of Quality Content

اُسے یوں تو گزارا نہیں جا سکتا نا...؟

تب ہی اُس کی سماعت میں کچھ آوازیں آنے لگیں، لیلیٰ نے شور سننا چاہا، آوازیں تیز ہونے لگیں تھیں۔ اللہ...اللہ کی صدائیں اونچی ہو رہی تھیں۔

دفعتاً ہی کسی نے دروازے پر دستک دی۔ چہرہ رگھڑتی لیلیٰ کھڑی ہوئی۔ کہ جب تک آبا دروازے تک پہنچ چکے تھے۔ لیلیٰ بستر پر بیٹھی جھانک کر دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

کہ آبا کچھ گھبرائے اُس کی طرف آنے لگے۔

"لیلیٰ تو دروازہ بند کر لے میں ذرا آتا ہوں..." آبا اپنی شال گلے میں ڈالتے ہوئے کہنے لگے۔

"مگر آبا ہوا کیا...؟؟" وہ آنکھیں صاف کر چکی تھیں۔

"وہ......"

اُسے آبا کی بات کا یقین نا آیا۔ یکدم ہی اُس کا دل تیزی سے دھڑکا۔

"مگر کس کی..." تھوک نگلتے ہوئے بامشکل پوچھا۔

......♡♡♡......

جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اُٹھا رکھا ہے

آبا، لیلیٰ اور گاؤں والے چناب کنارے کھڑے تھے۔ چند لوگ آگے پڑی بے جان جسم کا چہرہ دیکھ رہے تھے کہ وہ ہے کون؟ کسی خادشے کے تحت لیلیٰ کا بدن سرد پڑھ رہا تھا۔ دل کی دھڑکن اپنے دائرے سے باہر تھیں۔

"او کیا ہوا کس کی لاش ہے یہ؟" کسی نے پکار کر لاش کے پاس کھڑے لوگوں سے پوچھا۔

"پتا نہیں یہ اس گاؤں کا تو نہیں لگتا۔"

لیلیٰ کے دل میں کچھ اُبھرا۔ اُس کی سانسیں معمول کی رفتار سے تیز چل رہی تھیں۔

"اب کیا کریں اس کا... کیسے پتا چلے گا کہ یہ کون ہے؟" لاش کے پاس کھڑے ایک آدمی نے کہا۔

"میں... میں اسے جانتا ہوں..."

ہر ایک اُس آواز پر متوجہ ہو گئے۔ لیلیٰ نے یکدم حیرت سے اُسے دیکھا وہ بشیر تھا ان کے گاؤں کا ایک کسان جو اُس لاش کے چہرے پر جھکا کہہ رہا تھا۔

”یہ ہمارے گاؤں کا نہیں ہے یہ اُس طرف والے گاؤں کا ہے۔“ اُس نے چناب کی طرف اشارہ کیا۔

”مطلب یہ جو چناب پار گاؤں ہے وہاں کا ہے... میں نے کئی مرتبہ اسے ہمارے گاؤں میں دیکھا ہے۔“

لیلیٰ کو اب آوازیں پاتال سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ اُس نے خود کو کسی کھائی میں محسوس کیا۔

”اس کا نام میرے ذہن سے نکل گیا ہے...“ وہ کہتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

اور لیلیٰ دل ہی دل میں دستِ دعا بلند کیے ہوئے تھی کہ وہ نا ہو جو وہ سوچ رہی ہے۔ لیلیٰ نے آنکھیں بند کیں۔ ہاتھوں کو جھوڑے منہ پر رکھا۔ نمی آنکھوں میں بڑھنے لگی تھی۔

”ہاں ہاں یاد آیا... اس کا نام... علی تھا... علی...“

لیلیٰ کی سماعت میں آواز داخل ہوئی۔

”میں آپ کو انتظار نہیں کرواں گا۔“ کہیں دور سے آواز آئی۔

لیلیٰ نے آنکھیں کھولیں تو سمجھا کہ جیسے گردشِ زمین تھم گئی ہو۔اُس کا دل اب کہ یوں دھڑکا کہ دھڑکن کو اُس نے محسوس کیا۔آنکھ سے ایک آنسو نکلا... پھر دوسرا... پھر تیسرا... لیلیٰ جمنے لگی تھی۔

لیلیٰ کے قدم لڑکھڑانے لگے تھے۔یکدم اُس نے سر میں درد کو محسوس کیا۔ہاتھ اُٹھانا چاہا مگر وہ ساکت تھے۔درد بڑھنے لگا... آنسو بھی بڑھنے لگے۔

”مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔“ ذہن آوازیں بنا رہا تھا۔

”علی... علی...“ وہ زیرِ لب یہی بول پائی... اُسے یہی بولنا تھا۔

دفعتاً اِہی درد کی ایک ٹیس اُٹھی... اور لیلیٰ کے جسم نے حرکت چھوڑ دی۔لیلیٰ زمین پر گر پڑی۔آنکھوں کے سامنے تاریکی چھائی مگر ذہن کے پردے پر اب بھی ایک آواز تھی۔وہ آواز جو آواز اب کہیں نہیں تھی۔

محبت کا باب یوں بند ہونا تھا اُس نے سوچا نا تھا۔

ایک لڑکا ”تھا“ علی...

ایک لڑکی ”تھی“ لیلیٰ...

محبت بس نامِ سزا...

......♡♡♡......

اُس کے دل پر بھی کڑی عشق میں گزری ہو گی

نام جس نے بھی محبت کا سزا رکھا ہے

محبت کا اگر کوئی دوسرا نام ہوتا تو وہ ”سزا“ ہوتا۔

محبت جو درد دیتی ہے... محبت جو مرنے بھی نہیں دیتی ہے...

محبت بس نامِ سزا...

”کچھ تو کھالیں بیٹا...“ یہ آواز بانو باجی کی تھی جو لیلیٰ کے گھر کے ساتھ والے گھر میں رہتی تھیں۔

بانو باجی تقریباً آدھے گھنٹے سے اُس کے آگے نوالا کیے اُس کی منا تیں کر رہی تھی۔اُس کی منتیں...جو گم صم سی بیٹھی ہوئی تھی۔جو بظاہر یہاں موجود تھی اور نہیں بھی۔جس کی آنکھ میں

آنسو تھے، مگر یوں کہ نا وہ چھلکتے تھے، نا ہی اندر جاتے تھے۔ جو اگر کہی کھڑی ہو جاتی تو گھنٹوں بُت بنے وہی کھڑی رہتی۔ اگر بیٹھ جاتی تو اگلے دن تک ایسے ہی بیٹھی رہتی۔ جو بھوک، پیاس اور ہر شخص کو بھول چکی تھی...

وہ لیلیٰ تھی... غموں کی ماری لیلیٰ... زندگی سے ہاری لیلیٰ۔

جواب پیاری نہیں رہی تھی۔ کمزوری سے اُس کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں۔ اُس کی آنکھوں میں صاف ہلکے نظر آرہے تھے۔

بانو باجی نے نوالا پلٹ میں ہی رکھ دیا۔ پھر وہ چہرہ جھٹکتے ہوئے کھڑی ہوئی اور باہر آگئیں۔

"کیا ہوا؟"

باہر آئیں تو گاؤں کی عورتوں نے سوال کیا۔ تو بانو باجی نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"دیکھا باجی ہم بھی دو دن سے اس کی اتنی منتیں کر چکے ہیں مگر یہ ہے کہ کچھ کھا ہی نہیں رہی نا بول رہی ہے نا رو رہی ہے۔" اُن میں سے ایک عورت نے کہا۔

"مجھے تو لگتا ہے اس پر جنات کا سایہ ہے۔" دوسری عورت نے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

”کہی یہ پاگل تو نہیں ہو گئی۔“ تیسری نے کہا۔

”تم سب یہ کیا بول رہی ہو، ایسا کچھ نہیں ہوا وہ بیچھاری ابھی صدمے میں ہے... ابھی دن ہی آخر کتنے ہوئے ہے اُس کے باپ کی موت کو... کیسے بھول جائے وہ اتنی جلدی یہ سب کچھ وقت لگے گا۔“

”میں کھانا رکھ آئی ہوں جیسے ہی ہوش میں آئے گی کھا لے گی... اب چلو تم سب بھی، اُسے اکیلا چھوڑ دو۔“

باہر سے سب عورتیں جا چکی تھیں۔ اور اندر لیلیٰ اب بھی اُسی حالت میں بیٹھی ہوئی تھی۔ لیلیٰ کی ایسی حالت چند دن پہلے سے ہوئی تھی۔

......♡♡♡......

پانچ دن قبل۔

رات کا اندھیرا پورے گاؤں پر چھایا ہوا تھا۔ چاند کی روشنی اُس کے وجود پر پڑ رہی تھی۔ وہ صحن میں پڑی چارپائی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ چارپائی پر اُس کے آبا نیم دار زتھے۔ آبا دو دن سے علیل تھے اور اس کی وجہ تھی...

لیلیٰ کا رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔

زندگی کی تختی پر کندہ بار بار دہرائے جانے والا لفظ "دکھ" ہے۔۔۔

جس رات گاؤں والوں کو لاش ملی تھی۔ لیلیٰ کسی وجہ کے تحت بے ہوش ہو گئی تھی۔ جب اُسے ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ وہ لاش علی کی نہیں تھی جو لیلیٰ کا علی تھا۔ بلکہ وہ لاش کسی اور علی کی تھی۔ لیلیٰ نے یہ سنا تو اُس کی جسم میں جیسے روح واپس آ گئی ہو۔

لیلیٰ خوش تو نا تھی مگر ایک درد ختم ضرور ہو گیا تھا۔ مگر ایک سوال اب بھی تھا علی کہاں گیا؟ اور اس سوال سے اُس کا دل ڈوب رہا تھا۔ مگر یہ سوال بھی تب تک نا رہا جب صبح ہوتے ہی اُس کے گھر ایک ڈاک آئی۔ جس میں ایک خط تھا... علی کا...اُس کے علی کا...

لیلیٰ صرف نام ہی پڑھ پائی... کیوں کہ اُسے یہی پڑھنا آتا تھا۔ باقیہ خط وہ کس سے پڑھوائے؟

ابھی وہ اسی فکر میں تھی کہ...

"آبا کیا ہوا ایسے رو کیوں رہا ہے؟" لیلیٰ نے چارپائی پر بیٹھے آبا کو سر پکڑے روتے دیکھا تو وہ کانپ گئی۔

وہ اُن کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

”آبا بتا نا رو کیوں رہا ہے کیا کسی نے کچھ کہا ہے؟“

”لیلیٰ...“روندی ہوئی آواز میں آبا نے اُسے اٹھا کر گلے سے لگایا۔

”لیلیٰ شوکت والوں نے رشتہ ختم کر دیا ہے۔“

لیلیٰ چند پل کے لیے ساکت ہو گئی۔

”کیا...“جب ہوش میں آئی تو آبا سے لگ کر بے یقینی سے بولی۔

”ہاں...“

”مگر کیوں آبا؟“آنسو جاری ہونے لگے تھے۔

”شوکت کے بیٹے کو کوئی اور پسند ہے۔“

لیلیٰ کو بھی تو کوئی اور پسند تھا...اور یکدم ہی لیلیٰ کو علی کا خیال آیا...

”اب تجھ سے کون شادی کریں گا لیلیٰ میں تو پورے گاؤں میں دعوت دے چکا تھا۔“آبا ہچکیوں کی صورت رو رہے تھے۔

یہ سچ تھا اُس کی شادی صرف چند دن بعد ہی تھی اور پورا گاؤں یہ بات جانتا تھا۔

''اگلے مہینے...میری شادی ہے...'' علی سے کہے گئے الفاظ اُسے یاد آئے۔

آبا رو رہے تھے اور لیلیٰ ایسے ہی کھڑی رہی...

زندگی بس نامِ درد...دکھ

جو تمام نہیں ہوتے...بدل جاتے ہیں...بڑھ جاتے ہیں...بس ختم نہیں ہوتے۔

......♡♡♡......

زندگی کی تختی پر کندہ، بار بار دہرائے جانے والا لفظ...''دکھ'' ہے۔۔۔

دکھ جو زندگی بھر کا ساتھی ہیں...

جس گھر میں ڈھول بجنے والے تھے۔اب وہاں دکھوں کا رقص تھا۔لیلیٰ کے آبا کو ایک ہی دکھ تھا کہ لیلیٰ کو وہ دلہن کے روپ میں دیکھ نا پائے۔

مگر لیلیٰ کے دو دکھ تھے...ایک کہ اُس کے آبا کی خواہش پوری نا ہوئی۔اور دوسرا کہ اُس کی خواہش کی کچھ خبر نہیں...

"وہ زندہ تو ہو گا نا؟" یہ سوال وہ خود سے کتنی مرتبہ کر چکی تھی، وہ خود بھی بے خبر تھی۔ وہ تو ہر چیز سے بے خبر تھی۔

آبا کی طبیعت تھی جو سنبھل نہیں رہی تھی۔ اور لیلیٰ وہ پوری پوری رات اُن کی چارپائی سے ٹیک لگائے بیٹھی رہتی، روتی رہتی۔ پوری رات وہ یادوں کے دشت میں چلتی رہتی...

پیاسی...بے آس...دکھی...تنہا...اب یہی لیلیٰ کا مقدر تھا...اب اُسے اسی طرح رہنا تھا۔

جب اُسے یہاں ہونا چاہئے تھا، وہ تب ہی کہی جا چکا تھا۔ اور اُس کی ذمہ دار لیلیٰ تھی۔

آبا کی ضد پر اُس نے آج دکان کھولی تھی۔ اور یہ محسوس کیا تھا کہ ہر کوئی پاس سے گزارنے والا اُسے الگ ہی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ کوئی دکھ سے، کوئی افسوس سے، کوئی حقارت سے، کوئی تمسخر سے...

اور وہ تھی کہ ہر گزارنے والے کو دیکھ کر مسکرا دیتی۔ کہ ہر کوئی دکھ سے دیکھ رہاہ تو جان لیں کہ وہ بہادر ہے، جو تمسخر سے دیکھ رہا ہے تو جان لیں کہ وہ اب بھی زندہ ہے، اور مسکرا رہی ہے۔ اس دکھ نے اُسے مار تو نہیں دیا۔

Clubb of Quality Content

مگر اندر کا حال تو یہ تھا کہ کوئی گلے سے لگا لیتا تو وہ رو رو کر سب بتا دیتی، اندر تک خالی ہو جاتی...

اگر کوئی پوچھ لیتا تو......

اُس صبح سے آج کی صبح تک اُس نے اپنے ہاتھ کی نرم ہتھلیوں میں کچھ پکڑا ہوا تھا۔ جسے اُس نے ابھی ابھی کھولا...

اُسے اس خط میں صرف دو لفظ سمجھ آیا... علی... اور لیلیٰ...

اور یہی بہت تھا اُس کی آنکھیں نم کروانے کے لیے... اور پھر نم سے تر کروانے کے لیے۔

"یہ گھڑے آپ نے بنائے ہیں؟" ایک ناآشناسی آواز پر اُس نے چہرہ اُٹھا کر دیکھا۔

"جی..." آنکھیں خشک کرتی اُس نے اُس عورت کو دیکھا جو دور دور تک اس کے کیا بلکہ آس پاس کے کسی گاؤں کی نہیں لگتی تھی۔

"آپ کا نام؟" اُس عورت نے مسکرا کر پوچھا۔

"لیلیٰ..."

"آپ کا تو نام بھی بہت حسین ہے بلکل آپ کی طرح لیلیٰ..." وہ عورت کیمرے سے تصاریر اُترانے لگیں۔

لیلیٰ بہم سا مسکرائی۔ تو کسی کی یاد آئی۔

اُس نے جاتے جاتے ایک گھڑا خریدا اور اُس کی قیمت ادا کر کے آگے بڑھ گئی۔ لیلیٰ دکان کے اندر آئی زمین پر پڑا خط اُٹھایا۔ یکدم ہی دماغ میں ایک خیال آیا تو تیزی سے دکان سے نکلی۔

"سنے... سنے..."

بھاگتے بھاگتے اُن کو روک ہی لیا۔

"آپ میرا ایک کام کریں گی؟"

"جی کیوں نہیں۔"

"آپ یہ خط پڑھ کر سنا سکتی ہیں؟" لیلیٰ نے معصومیت سے خط اُس کے سامنے کیا۔

اُس عورت نے اُس کے ہاتھ میں پکڑے خط کو دیکھا پھر مسکرائی اور خط تھام لیا، خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا...

اور لیلیٰ اس دوران سانس لینا بھول گئی...اُس کی دنیا پھر ایک بھر تھم چکی تھی۔

......♡♡♡......

دکھ جو ختم تو ہوتا ہیں مگر مکمل نہیں ہوتا، جس کی لاتعداد سیڑھیاں ہوتیں ہیں۔اگر انسان اُن تمام سیڑھیوں کو عبور کرلیں تو سامنے ایک دروازہ نظر آتا ہے جس پر کندہ ہوتا ہے ایک لفظ...

"موت"

موت جو آجائے تو ہی سمجھ میں آتی ہیں...

لیلیٰ کھولے صحن میں لیٹھی ہوئی تھی۔آج کی رات طویل تھی۔بہت طویل۔آج آسمان پر چاند تھا نا ہی تارے۔سب غائب تھا...کچھ تھا جو ظاہر تھا تو وہ دکھ تھا۔سب جیسے معدوم ہو رہا تھا، البتہ لیلیٰ کو تو یہی لگ رہا تھا۔

وہ الفاظ کا سحر تھا، یا پھر یادوں کا خمار جس نے اُسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔اُس نے کیوں وہ خط اُس عورت کو تھمایا...وہ پچھتا رہی تھی۔کاش وہ خط ہی اُس کے ہاتھ میں نا آیا ہوتا۔

لیلیٰ کے ذہن میں آج وہی الفاظ صدائیں لگا رہیں تھے جن کے لکھنے والے نے اپنی جان اُن میں ڈال دی تھی۔ وہ زندہ نہیں تھے مگر مردہ بھی نہیں تھے۔ وہ تکلیف دے رہے تھے لیلیٰ کو... شدید تکلیف۔

"آپ نے آج بھی مجھے اتنی تکلیف دی کیوں علی صاحب... کیوں...؟" وہ خود سے سوال کر رہی تھی۔

"میں نے بھی آپ کو تکلیف دی اس لیے... آپ نے بدلا لیا مجھ سے..." آنسو دریا بن کر نکلنا شروع ہوئے تھے۔

"اب لیلیٰ بھی کیسے زندہ رہے گی... آپ بھی تو اُس کی جان لے گئے ہو علی..." کھولے صحن میں اُس کی سسکیاں صاف سنائی دے رہی تھی۔ اُس کے آنسو شور مچا رہے تھے۔

بڑے وفادار ہوتے ہیں یہ آنسو کبھی بندے کو تنہا نہیں چھوڑتے، بندہ ابھی ان کو آواز بھی نا دیتا... اور یہ لبیک کہتے حاضر ہو جاتے۔

"اب آپ بتائے لیلیٰ باقی کی زندگی کیسے گزارے علی...؟" ایک اور سوال جس کا جواب نا ملنے والا تھا۔

لیلیٰ نے شدتِ دکھ و تکلیف سے آنکھیں بند کیں... تو ایک اور تکلیف اُبھری... ایک آواز... جو اب حشر تلک اُس کے پیچھے پیچھے آنے والی ہے۔ اور وہ چاہ کہ بھی اُسے روک نہیں سکتی۔

"لیل... لیلیٰ..."

لیلیٰ نے یکدم ہی آنکھیں کھول دیں۔ کھانستے ہوئے آبا کی آواز آئی۔ تو وہ اپنے سارے دکھ... سارے غم تکیے کے نیچے رکھتے ہوئے آنکھیں صاف کرتی کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا آبا...؟"

"لیلیٰ پا... پا..." وہ الفاظ پورے ادا نا کر پائے مگر لیلیٰ سمجھ گئی کہ وہ پانی مانگ رہے ہیں۔

لیلیٰ نے اُن کو بامشکل کھڑا کیا۔ اور پانی کا کٹورا اُن کے لبوں پر لگایا۔ آبا نے پانی حلق سے اُترا۔ لیلیٰ نے کٹورا دور کیا۔

"لیلیٰ... میرا وقت..." وہ بول نہیں پا رہے تھے مگر لیلیٰ سب سمجھ پا رہی تھی۔

"ایسے نا بول آبا تیرے سوا میرا کون ہے..." لیلیٰ نے نم آنکھوں سے کہا۔

"مجھ... مجھے... معاف..." وہی جملہ جو لیلیٰ نے کئی بار بول چکے تھے۔اور ہر بار لیلیٰ اس جملے پر کانپ جایا کرتی تھی۔

"آبا کیوں مجھے تکلیف دے رہا ہے... نا بول ایسے آبا... نا بول۔" لیلیٰ نے ان کے ہاتھ کو تھام لیا تھا۔آبا نے بامشکل اپنا دستِ شفقت اُس کے سر پر رکھا۔

اور کتنے ہی دیر وہ اُن کے ہاتھ کو تھامے روتی رہی۔اور نیند کے ہاتھوں میں آگئی۔

جب لیلیٰ کی آنکھ کھولی تو سورج آسمان پر سر چڑھ کے بول رہا تھا۔آنکھیں مسلتی وہ کھڑی ہوئی۔اور جو پہلا خیال آیا تھا وہ آبا کا تھا۔

"آبا... آبا..." اُس نے اُنہیں ہلایا۔

لیلیٰ نے گھور کیا کہ اُن کا جسم سرد تھا اور اُتنا ہی ہلکا۔یکدم ہی اُس کے دل کی دھڑکنے تیز ہوئیں۔

"آبا... آبا... تجھے میری قسم آبا اُٹھ جا... اُٹھ جا آبا..." وہ التجا کر رہی تھی۔اور سامنے سے کوئی جواب نا تھا۔جواب آتا بھی کیسے؟

''آبا...آبا...'' وہ چارپائی سے سر لگائے بے حواس ایک ہی صدا دے رہی تھی۔اور اس صدا پر جواب دینے والا اب اس دنیا کا مسافر نہیں رہا تھا۔

زندگی کی تختی پر کندہ پہلا لفظ ''موت'' ہے۔۔۔

موت جس کا کوئی ثانی نہیں...موت جس کا کوئی ساتھی نہیں...

......♡♡♡......

زندگی کی تختی پر کندہ سے سے دلکش لفظ ''محبت'' ہے۔۔۔

محبت جس کا کوئی ثانی نہیں... محبت جو ہر ایک کی ساتھی نہیں...

محبت...جو ہر ایک کو راس آتی نہیں...

کتنے لمحے گزرے،دن رات میں تبدیل ہوا...سورج،چاند میں...اُجالا اندھیرے میں...سب تبدیل ہو چکا تھا۔مگر اس گھر کے باہر اس گھر کے اندر سب ویسا ہی تھا جیسا وہ گاؤں کے افراد چھوڑ کر گئے تھے۔وہی دکھ سے بھرا دھواں،دہلیز پر کشکول پھیلائے رنجیدگی،اندر شور مچاتا غم،اور ایک طرف پڑا وہ سانس لیتا بُت...

وہ بُت...جو لیلیٰ تھی... غمگیں لیلیٰ۔

لیلیٰ نے چہرہ گھومایا تو آس پاس تاریکی کو پایا۔ پاس رکھی پلیٹ میں پڑی روٹی سوکھ کر پاپڑ بن چکی تھی۔ لیلیٰ نے ہاتھ سے چند نوالے توڑ کر منہ میں ڈالے۔

پھر کھڑی ہوئی اور باہر صحن میں آئی پھر چارپائی پر لیت گئی۔ دائے طرف منہ کیا تو...آبا کی خوشبو آئی۔

بائے طرف منہ کیا تو...آبا کی آواز آئی۔ وہ کھڑی ہوئے بیٹھ گئی۔ چند پل یوں ہی بیٹھی رہی۔ پھر کھڑی ہوئی اندر گئی۔ چند پل بعد باہر آئی تو مٹھی میں کچھ دبائے ہوئے تھی۔

اُس نے خط کھولا اور آنکھوں کے سامنے کیا۔ اُس عورت کے کہے گئے الفاظ، اب کسی اور کی آواز میں سنائی دے رہے تھے۔

اُس نے درِدل کے پردے اُٹھا دیے...اور یکدم ہی یادیں اُمڈ اُمڈ کے آنے لگیں۔

"آپ نے کہا آپ کی شادی ہونے والی ہے... لیلیٰ جی میں دعا کرتا ہوں میری زندگی کی ہر ایک خوشی آپ کی راہ میں بھیج جائے۔ لیلیٰ جی آپ نے کتنی آسانی سے کہہ دیا نا کہ چلے جاؤ...اور دیکھیے میں بھی کتنا فرمانبردار ہوں چلا بھی آیا۔ مگر لیلیٰ جی میں آپ سے دور تو آگیا مگر میری جان

وہی چناب کنارے چھوڑے جارہا ہوں۔اب میں تمام عمر جب تک زندہ رہوں گا... کبھی ہنس نہیں پاؤں گا۔اگر ہنس بھی دیا...تو یکدم ہی مجھے آپ کی مسکراہٹ یاد آئے گی۔

لیلیٰ جی! علی اپنا دل اور اپنی جان دونوں آپ کی مٹھی میں چھوڑے جارہا ہوں۔انہیں آپ اپنی مٹھی میں ہی رکھیئے گا۔انہیں اپنے سے دور مت کیجیئے گا۔

آپ نے کہا تھا کہ آپ سوہنی نہیں ہیں لیلیٰ جی۔تو میں بھی ماہیوال نہیں بنتا میں بھی آپ کا انتظار نہی کرتا،میں پلٹ کر چلا جاتا ہوں۔

میں دعا کرتا ہوں باقی تمام عمر آپ کو تکلیف نا ہو...مجھے ہو۔میں نے غلط کیا نا؟ کہ میں وقت پر نہیں آیا،میں نے آپ کو تکلیف دی نا،مجھے معاف کر دیجیئے گا۔

لیلی جی!آپ سمجھے گی کہ علی مر گیا...آپ صحیح ہی سمجھے گی... علی مر گیا۔۔۔“

آپ کے صدقے اُتارنے والا،

آپ کو تکلیف دینے والا،

آپ سے معافی مانگتا،

علی

لیلیٰ نے کا جسم یکدم ہی شل پڑا تھا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا، نا آنکھ سے آنسو نکلا، نا اُس نے کوئی آہ بڑھی، شاید یہی اُس کا مقدر تھا... لیلیٰ یکدم ہی کھڑی ہوئی۔ خط زمین پر آ گرا اور اُس نے نا اُٹھایا۔ لیلیٰ کمرے میں داخل ہوئی پھر چند پل بعد باہر نکلی تو اُس کے ہاٹھ میں ایک گھڑا تھا۔ وہ گھڑا تھمے گھر سے باہر نکل گئی۔ وہ چلتے ہوئے مردہ جسم کا سا گمان دے رہی تھی۔ بے جان... مردہ بدن...

اب وہ بھی بے جان ہو چکی تھی کیوں کہ اُس کی جان جا چکی تھی۔

محبت بس نامِ سزا... رنج اور تکلیف...

......♡♡♡......

پار چناں دے دسے کلی یار دی

گھڑیا گھڑیا، آوے گھڑیا

رات ہنیری ندی ٹھاں ٹھا مار دی

Clubb of Quality Content

آڑ یئے آڑ یئے، ہاں نی آڑ یئے

”تو کیسا لگا آپ کو یہ گاؤں ؟“ اقبال نے ساتھ کھڑے چناب کو دیکھتے ہارون صاحب سے پوچھا۔

”اٹس ریلی امیزینگ۔“

”کیا...“ اقبال نے نا سمجھی سے کہا۔

ہارون صاحب مسکرائے۔

”تمہارا گاؤں تم لوگوں ہی کی طرح کا ہے... حسین اور خوبصورت۔“

”تو اب کیا ہمارے گاؤں پر فلم بنائے گے ؟“

”فلم نہیں...“ ہارون صاحب نے اقبال کو دیکھا پھر سر جھٹک کر مسکرائے۔

”ہاں تم فلم ہی سمجھو۔“

اب وہ اُسے کیسے بتاتے کہ وہ فلم نہیں بلکہ ایک ڈاکیومینٹری (documentary) بنانے والے ہیں۔

اقبال اور ہارون صاحب چناب سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے۔

”وہ...وہ کون ہے...؟“ ہارون صاحب نے چناب کنارے کسی کو کھڑا دیکھا تو اقبال سے سوال کیا۔

اقبال کو پل نا لگے اُسے پہچاننے میں۔

کچی میری مٹی، کچا میرا نام نی، ہاں میں ناکام نی

کچیاں ندا ہندا کچا انجام نی، ایہہ گل عام نی

(میری مٹی بھی کچی، میرا نام بھی کچا ہے)

(کچے کا انجام بھی کچا ہی ہوتا ہے)

وہ گھڑے کو بے یقینی سے تھامے دیکھ رہی تھی۔ یہ مٹی آج پھر بول رہی تھی۔ پانچ بر بعد بھی وہ خاموش نا ہوئی تھی...

ہارون صاحب اُس سے کچھ دوری پر کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے۔

(”وہ جی...لیلیٰ ہے۔“ اقبال کا جواب اُن کے ذہن میں چل رہے تھے۔)

لیلیٰ نے گھڑے ہولے سے بہتے چناب کی سطح پر رکھا۔

(”ہاں جی اسی گاؤں میں رہتی ہیں...بیچاری سب کہتے ہیں کہ یہ پاگل ہو چکی ہیں۔“اقبال افسوس کرتا اُنہیں بتا رہا تھا۔)

اور ہارون صاحب نظر لیلیٰ پر جمائے ہوئے تھے۔

(”کیوں...مطلب کیسے کیا ہوا تھا اسے؟“)

لیلیٰ نے یکدم ہی گھڑا چھوڑ دیا۔

(”او جی کہتے ہیں کہ اس کی شادی ٹوٹ گئی تھی اور پھر اس کا باپ بھی مر گیا تھا...تب سے یہ ایسی ہو گئی ہے۔“)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لیلیٰ کھڑی ہوئی تو ہارون صاحب کچھ پیچھے ہٹ گئے۔

ہارون صاحب نے دیکھا کہ چناب کی سطح پر تیرتا وہ گھڑا کچھ فاصلے تک گیا اور پھر یکدم ہی...

(”تب سے جی...نا ہنستی ہے...نا روتی ہے...نا کسی کو پہچانتی ہے...پتا نہیں یہ زندہ بھی ہے...یا نہیں؟)

لیلیٰ نے گھڑے کو نہیں دیکھا... بلکہ اپنے راستے پلٹ گئی۔

(مرتی بھی نہیں ہے...اور زندہ بھی نہیں ہے...ان دونوں کے درمیان جیسے کہیں ہے یہ...)

ہارون صاحب حیرت سے اُسے یوں ہی جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔

(پہلے اس کے مٹی کے گھڑے پورے گاؤں میں مشہور تھے۔اب ایک عرصہ ہوا کہ اس کی دکان پر مکڑیوں نے لاتعداد جھالے بُن لیے ہیں...تب سے روز وہ ایک گھڑا لے کر آتی ہے چناب میں چھوڑ دیتی ہے...گھڑا کچھ دور جاتا ہے اور پھر...)

ہارون صاحب نے یکدم ہی نظریں چناب کی طرف کیں۔چناب کی سطح پر تیرتا گھڑا کچھ فاصلے تک گیا تھا...کہ پھر دفعتاً ہی ڈوب گیا...

کچیاں تے رکھیے ناامید پار دی

اڑیئے اڑیئے ہاں نی اڑیئے

(کچے سے اُس پار لے جانے کی امید نہیں رکھتے)

(سنولڑکی،اب سن بھی لولڑکی)

ہارون صاحب نے کوئی دور سے آتی آواز محسوس کی۔ جیسے ڈوپتے گھڑے نے کہا ہو... مگر کیسے...؟

(پھر وہ گھڑا ڈوب جاتا۔ جیسے اس کے ہاتھ سے گھڑے بنانے کا ہنر چھن لیا گیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے گی... مگر اسی حالت میں پانچ سال سے زندہ ہے۔)

انہوں نے دیکھا، تو اب وہ نظر نہیں آئی۔ لیلیٰ جیسے کہیں تھی ہی نہیں۔

وہ چند پل یوں ہی چناب کو دیکھتے ہوئے ابھی گزرے منظر کو سوچ رہے تھے۔ پھر دل کھول کر مسکرائے۔

یکدم ہی اُن کے ذہن میں ایک خیال آیا۔

"مل گیا کا نام..."

وہ کب سے اپنی ڈاکیومینٹری کا نام سوچ رہے تھے۔ وہ ڈاکیومینٹری جو اُنہوں نے اس خوبصورت گاؤں پر بنانی تھی۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا پھر سر اُٹھا کر چناب کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

”کلے پوٹ۔“اُنہوں نے زیرِلب کہا۔اور پھر چہرہ اُٹھا کر چناب کو دیکھنے لگے۔

......♡♡♡......

﴿ختم شد﴾

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842